ماہنامہ
الحقیقۃ
پاکستان
عالمی
شمارہ 3 جلد 14
فروری 2014 ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

تصرف و اختیار کے متعلق

غوثِ اعظم کا عقیدہ

کراماتِ اولیاء اللہ
اور مسلکِ غوثِ اعظم



مسائلِ دینیہ
دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن و حدیث
کی روشنی میں مدلل حل

گوشۂ خواتین

ہر قسم کی بیماری
کا روحانی و قرآنی علاج

اداریہ
مسلمانوں کا قتلِ عام اسلام میں اقلیتوں کا تحفظ

فہرست

حضور خواجہ بغداد رضی اللہ عنہ

اسے کہیے جلوۂ مصطفیٰ، جو جمال طلعتِ غوث ہے
وہ ظہور خلق عظیم ہے، جو کمال سیرتِ غوث ہے
میں نثار ایسے کریم پر جو بدل کے رکھ دے دل و نظر
کرے رہزنوں کو جو راہ بر وہ نگاہِ رحمت غوث ہے
انہیں جب پکارا وہ آ گئے غم و درد سارے مٹا گئے
کسی بے نوا سے یہ پوچھئے ارے کیا حمایت غوث ہے
لٹیں راج والوں کی دولتیں ، مٹیں تاج والوں کی شوکتیں
جو نہ بجھ سکے نہ بجھ سکا وہ چراغ عظمتِ غوث ہے
بنے جو غلام وہ قادری جو ہے قادری وہ ہے حیدری
یہ ہیں دونوں فیض کے راستے وہ نسب وہ نسبت غوث ہے
ملے جس سے دین کو زندگی وہ نظر ہے غوث کریم کی
اسے دین سے کہاں واسطہ جو عدوئے حضرتِ غوث ہے
یہ ہے آسی شیخ کا سب کرم دل و جاں کا جو رہا بھرم
میری جاں فدا ہے حضور پر، میرے دل میں الفت غوث ہے

......﴿حضور مفکر اسلام علیہ﴾......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس۔۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

مسلمانوں کا قتلِ عام ...... اسلام میں اقلیتوں کا تحفظ

سعید آسوی کے قلم سے

تاریخِ عالم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ (اسلام کے ماننے والوں کو چھوڑ کر) تمام ادیان کے پیروکار اور ہر خطۂ ارضی کے غالب گروہ اقلیتوں کے ساتھ انتہائی وحشت ناک سلوک کیا کرتے تھے۔ مثلاً:

☆..... قومِ بنی اسرائیل اقلیتوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دیتے تھے، انہیں اپنے بتوں کی پوجا پر مجبور کیا جاتا تھا اور جو انکار کرتا اسے نذرِ آتش کر دیتے تھے۔ ان کی عزت وآبرو کو پامال کیا جاتا تھا۔

☆..... یونان جو تحفظِ انسانیت کا داعی تھا، معاشرے کی بقا کے لیے 'غلام' کے وجود کو ناگزیر قرار دیتا تھا۔ اور ہر اقلیتی رکن بھی ان کے غلاموں کی صف میں شامل تھا۔ جو آزادی کا طلبگار رہتا اسے مار مار کر نیم جان کر دیا جاتا تھا۔

☆..... مصر کے فرعون بنی اسرائیل پر از حد مظالم ڈھاتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا میں جلوہ گر ہونے والے تھے تو فرعونِ مصر نے ہزاروں کی تعداد میں معصوم بچوں کو قتل کیا۔

☆..... یہودیت اور عیسائیت کے پیروکاروں نے جب عروج حاصل کیا تو انہوں نے بھی اقلیتوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا۔ ان کے دینی ادب میں بعض ایسے ظالمانہ احکام ملتے ہیں جن کو پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً:

o..... ''اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے اور وہ مار کھاتے ہوئے مر جائے تو اسے سزا دی جائے لیکن اگر وہ ایک دن یا دو دن جیئے تو اسے سزا نہ دی جائے۔ اس لیے کہ وہ اس کا مال ہے''۔ (خروج باب ۲۱ آیت ۲۰، ۲۱)

o..... ''تب انہوں نے ۱۲۰۰۰ مرد بہادر روانہ کیے اور انہیں حکم دیا کہ یبیس جلعاد کے باشندوں کو عورتوں اور بچوں سمیت قتل کرو''۔ (قاضیوں کی کتاب ۲۱:۱۱)

o..... خداوند نے ساؤل کو حکم دیا:

''سواب تو جا اور عمالیق کو مار اور سب کچھ جو ان کا ہے یک لخت حرم کر (قتل کر)۔ اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت اور ننھے بچے اور شیر خوار، بیل بھیڑ اور اونٹ اور گدھے تک سب کو قتل کر''۔ (سموئیل اوّل ۱۵:۳)

o..... ''یہودی بادشاہ فتح کے بعد حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ دیتے تھے''۔ (سلاطین دوم ۸:۱۲)

☆..... اپنے پڑوسی 'بھارت' کی تاریخ پڑھ لیں۔ کالی دیوی کے سیاہ دل پیروکار، گائے کے موت میں نہانے والے 'سپوت' یعنی ہندومت کے 'سورما' نہتے انسانوں پر ہاتھ صاف کرنا اپنی بہادری تصور کرتے ہیں۔ اقلیتوں کی عبادت گاہیں محفوظ نہیں۔ بالخصوص مسلمانوں کی حالتِ زار نہایت قابلِ رحم ہے۔ انہیں معاشی، سیاسی اور معاشرتی مسائل میں الجھا کر سر اٹھانے نہیں دیا جاتا۔

☆..... میانمار (برما) میں بودھ مذہب والوں نے مسلمانوں پر حال ہی میں جو ظلم ڈھائے ہیں ان کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ لاکھوں مسلمان جانیں بچانے کے لیے تا حال دربدر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جو شہید ہوئے، کوئی بھی یقین سے نہیں بتا سکتا کہ ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے یا ہزاروں میں۔ ان کے گھروں کو آگ لگا دی گئی، ان کے بچوں اور عورتوں پر بدترین مظالم کی انتہا کر دی گئی۔ غرضیکہ کسی کو بھی نہیں بخشا گیا۔

☆..... اور اب سنئے ظلم کی ایک اور داستان۔ جو حال ہی میں (۲۱ جنوری ۲۰۱۴ء کے) اخبارات میں چھپی۔ ہمیشہ کی طرح مظلوم اب بھی اہلِ اسلام ہی تھے، جبکہ ظلم کرنے والے 'مسیحی' تھے۔ اور یہ عجیب مسیحی تھے کہ جن کا 'مسیحائی' سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ اب کی بار سرزمین وسطی افریقی جمہوریہ کی تھی۔ تفصیل ملاحظہ کیجئے:

''وسطی افریقی جمہوریہ میں مذہبی فسادات کے دوران مزید کئی مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا ہے جبکہ عرب ٹیلی ویژن الجزیرہ کے مطابق فرانس کی اس سابقہ کالونی کے دارالحکومت 'بنگوئی' میں مشتعل مسیحی ہجوم نے دو مسلمانوں کی نعشوں کو شہر کی سڑکوں پر گھسیٹنے کے بعد ایک عوامی چوک میں رکھ کر آگ لگا دی ہے۔ اس ملک میں مارچ سے جاری فرقہ وارانہ فسادات میں اب تک ہزاروں افراد مارے جا چکے ہیں۔ بین الاقوامی امدادی تنظیم ریڈ کراس نے کہا ہے کہ گزشتہ ۴۸ گھنٹوں میں انہوں نے بنگوئی کے باہر پچاس مسلمانوں کی نعشوں کو دفن کیا ہے۔ اس قتلِ عام کی وجہ سے ہزاروں مسلمان خاندان وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا گرجا گھروں اور مساجد میں پناہ لیے ہوئے ہیں''۔ (روزنامہ نوائے وقت۔ ۲۱ جنوری)

آپ نے جملہ مذاہب کے 'بحرِ ظلم' سے چند 'سیاہ موتی' ملاحظہ کیے اب اسلام کے 'بحرِ کرم' میں غوطہ زن ہو کر دیکھئے تو یہ خوشنما حقائق اسلام کے اعلیٰ ظرف کی دلیل معلوم ہوں گے:

☆..... یہ حقیقت سب پر عیاں ہے کہ اسلامی عساکر جہاں حملہ آور ہوتے عورتوں، بوڑھوں، بچوں، فصلوں، جانوروں اور جائیدادوں کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ بس جو مقابلے پہ آتا، اسی سے نبرد آزما ہوتے۔ جس کی حفاظت کا ذمہ لیتے، اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر

کرتے۔ اس لیے کہ انہیں اپنے آقا و مولا، ملجاو ماویٰ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان یاد رہتا تھا کہ

''جس نے معاہد (جس سے معاہدہ کیا گیا ہو) کو قتل کیا لَمْ یرح رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے''۔ (کتاب الجہاد والسیر)

☆..... حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری دورِ مبارک میں ایک ذمّی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جادو کیا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے قتل کا حکم صادر نہیں فرمایا، اس لیے کہ معاہدہ ہو چکا تھا۔ ویسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذاتی معاملات میں درگذر فرماتے تھے۔

☆..... آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ شریف میں یہودیوں سے آخری حد تک درگذر سے کام لیا لیکن جب ان کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھ گئیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو شہر بدر کر دیا۔ وہ بھی اس طرح کہ انہیں مال و جائیداد فروخت کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چھین بھی سکتے تھے۔ فرمایا، ''اب تم اسلام قبول کر لو تو محفوظ ہو جاؤ گے، ورنہ چلے جاؤ۔ اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ زمین تو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ہے۔'' (بخاری۔ کتاب الجہاد)

☆..... حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا عہد نبھانا کیونکہ یہ تمہارے نبی کا عہد ہے''۔ (اس عہد سے مراد ذمّیوں کے ساتھ حسنِ سلوک روا رکھنا ہے)۔ (کتاب الجہاد)

مندرجہ بالا حقائق سے یہ ثابت ہوا کہ دنیا بھر میں اسلام ہی واحد دین ہے جو اقلیتوں، ذمّیوں اور مفتوح اقوام کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا درس دیتا ہے اور کسی بھی صورت میں ظلم کی ہر حال میں نفی کرتا ہے۔ اس کا اعتراف غیر مسلم بھی کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک ہندو اچھوت لیڈر مسٹر کے سکامارن رقمطراز ہے:

''میرے خیال میں دنیا میں اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ہمیں نجات دے سکتا ہے۔ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس میں اخوت و مساوات اور عملی ہمدردی اس قدر بلند درجہ پر پہنچ گئی ہو جیسی اسلام میں ہے''۔ (الامان دہلی ۲۳ نومبر ۱۹۳۱ء)

ان تمام حقائق کی آگاہی دینے کے بعد ہم جملہ ادیانِ عالم کے پیروکاروں اور ہر خطۂ ارضی پہ بسنے والے لوگوں سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ انسانوں کی قدر کیجئے... انسانیت کو پہچانئے... رحم کرنا سیکھئے (اور یہ آپ کو آپ کے دین نے نہیں سکھانا، اس لیے کہ یہ دینِ اسلام کے ساتھ مخصوص ہے)... جس طرح اپنی اور اپنے پیاروں کی تکلیف نہیں دیکھ سکتے ٹھیک اسی طرح اپنی انسانیت سوز حرکتوں سے اہلِ اسلام کو بھی معاف رکھئے... اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اس عظیم مذہب میں داخل ہو جائیں جس میں امن ہی امن ہے... جس میں انسانوں سے پیار کرنا سکھایا جاتا ہے... جو اپنے متبعین میں رحم دلی و خدا ترسی کوٹ کوٹ کر بھر دیتا ہے... جو مظلوم کی چیخ و پکار پر تڑپ اٹھنے کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ کاش آپ سمجھ سکیں۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

......﴿حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمہ﴾......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا   اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

تمہید: پانچویں صدی ہجری میں اسلامی تعلیمات نازک صورت حال سے دوچار تھیں۔ دوسری زبانوں سے مختلف علوم کی کتابوں کے ترجمے عربی میں ہو رہے تھے اور فلسفیانہ بھول بھلیوں کی وجہ سے ذہنوں میں شکوک وشبہات بڑھ رہے تھے۔ عقل پرستی لوگوں کو فلسفہ یونان کا عاشق بنا رہی تھی۔ علاوہ ازیں شیعیت زور پکڑتی جا رہی تھی اور دولت کی ریل پیل نے رہی سہی کسر نکال کر فسق وفجور کی راہیں کھول دی تھیں۔

ان حوصلہ شکن حالات میں جس عظیم شخصیت نے علم وعمل کی بہترین صلاحیتوں سے آراستہ ہو کر ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی اس کا نام حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ اسی بنا پر آپ کو محی الدین (دین کو از سر نو زندہ کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ درج ذیل سطور میں آپ ہی کے ذکر خیر کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

نسبی شرافت اور ولادت با سعادت: حضور غوث پاک حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم رمضان ۴۷۰ھ بمطابق مارچ ۱۰۷۷ء کو ایران کے صوبہ گیلان جسے جیلان جیل یا کیل بھی کہا جاتا ہے کے ایک چھوٹے سے قصبے نیف یا بشتیر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح جنگی دوست حسنی حسینی سید تھے اور والدہ ماجدہ ام الخیر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھیں۔ اس طرح ہمارے غوث پاک حسنی اور حسینی برکات کے جامع بن گئے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس نسبی شرافت کا مخصوص عاشقانہ ووالہانہ انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن   حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا
نبوی ظل، علوی برج۔ بتولی منزل   حسنی چاند، حسینی ہے اجالا تیرا
نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن   حسنی لعل، حسینی ہے تجلا تیرا

ولادت کی رات حضور سرور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ آپ کے والد ماجد کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا:

"اے ابو صالح! تجھے اللہ تعالیٰ نے ایک صالح بچہ عطا فرمایا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا اور میرا محبوب ہوگا"

فطری تقویٰ: اس زمانے میں احترام شریعت کا یہ حال تھا کہ آپ نے رمضان میں کبھی دن کے وقت دودھ نہ پیا۔ چنانچہ یہ بات گردونواح میں پھیل گئی اور ابر آلود موسم میں بعض اوقات آغاز رمضان یا عید کا فیصلہ آپ کے دودھ پینے یا نہ پینے سے کیا جاتا۔

بچپن اور حصول علم: بچپن میں بھی آپ کو کھیل کود سے قطعاً لگاؤ نہ تھا۔ اگر کبھی کسی کھیل کا ارادہ فرماتے بھی تو غیب سے آواز آتی الی یا مبارک (اے برکت والے میری طرف آ) چنانچہ آپ نے پوری توجہ حصول علم کو دی۔ گھر میں قرآن پاک حفظ کیا اور ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر گیلان کے مدرسے میں داخل ہو گئے۔ اس دور میں فرشتے ساتھ ساتھ چلتے تھے اور مکتب میں تشریف فرما ہوجاتے تو وہ دوسرے لڑکوں سے کہتے "اللہ تعالیٰ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو"۔

اس دوران آپ کے والد ماجد قدس سرہ بھی انتقال فرما گئے (غالباً ۴۷۸ھ میں) ان کے بعد آپ سات سال اپنے ہی علاقے میں زیر تعلیم رہے۔

۴۸۸ھ میں ایک غیبی اشارہ پا کر آپ نے مزید علم حاصل کرنے کے لئے اپنی والدہ ماجدہ سے جن کی عمر اب اٹھتر برس ہو چکی تھی، بغداد جانے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے بڑی فراخ دلی سے اپنے نورنظر کو ایک قافلے کے ساتھ، چالیس دینار دے کر روانہ کر دیا اور ہر قیمت پر سچ بولنے کی تلقین فرمائی۔ (یہ بھی بتادیا کہ اب ماں بیٹے کی ملاقات قیامت کے دن ہی ہوگی)

ڈاکوؤں کا حملہ: یہ قافلہ ہمدان کے قریب پہنچا تو ساٹھ ڈاکوؤں نے کمین گھات سے نکل کر حملہ کر دیا مگر آپ کی حق گوئی سے متاثر ہو کر سب کے سب تائب ہوگئے۔ (یہ مشہور قصہ ہے اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔)

بغداد میں ورود: چار سو میل کا یہ سفر طے کر کے آپ ۴۸۸ھ (۱۰۹۵ء) بغداد میں وارد ہوئے اور اس دور کی سب سے بڑی یونیورسٹی مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لے لیا۔ چالیس دینار تو جلد ہی ختم ہوگئے۔ اب آئی نوبت فاقوں کی۔ کتنے ہی دن تک کوئی چیز میسر نہ آئی۔

کٹائی کا موسم آیا تو طلباء حسب دستور قریب کی بستی یعقوبا میں زمینداروں سے اناج وغیرہ مانگنے کے لئے روانہ ہوئے تو ان کے اصرار پر آپ بھی ساتھ ہو لئے۔ وہاں کے ایک بزرگ حضرت شریف یعقوبی علیہ الرحمہ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا "بیٹے! طالبان حق، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے حضور دست طلب نہیں پھیلاتے"۔

طالب علمی کا یہ آٹھ سالہ دور اتنا کٹھن تھا کہ ایک مرتبہ خود فرمایا

"طالب علمی کے زمانے میں ایسی ہولناک سختیاں میں نے جھیلی ہیں کہ اگر وہ پہاڑ پر پڑتیں تو وہ پھٹ جاتا۔"

ایک بار ایسا شدید قحط پڑا کہ لوگ درختوں کے پتے اور گھاس یا سبزے پر بھی لپک پڑتے۔ حضور بھی کسی ایسی چیز کیلئے دجلہ کی طرف نکل جاتے مگر پھر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر واپس آ جاتے۔ ایک دفعہ کسی ذریعے سے نان حلوہ میسر آیا تو ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ دیا، خدا تعالیٰ کے شیر دنیا کی لذتوں سے بے نیاز ہوتے ہیں، آپ نے اسے بھی صدقہ کر دیا۔

بیعت و خلافت: تحصیل علم سے فارغ ہو جانے کے بعد، آپ نے بغداد کے باہر کسی صحرا میں زندگی کے باقی دن گزارنے کا پروگرام بنالیا۔ چنانچہ قرآن پاک ساتھ لے کر ابھی آپ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ ایک غیبی آواز نے واپسی پر مجبور کر دیا۔ اسی اثنا میں حضرت حماد بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آنا جانا شروع کیا۔ وہ ایک کامل ولی اللہ تھے۔ ان کے سخت ترین امتحانات کے باوجود آپ کے پایۂ استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ ان مصیبتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے دل میں عشق الٰہی کی آگ روشن ہوئی اور آپ پچیس سال تک عراق کے جنگلوں میں گھومتے رہے۔ ایسے ایسے سخت مجاہدے کئے جن کی مثال نہیں ملتی۔ مثلاً ایک سال گری ہوئی چیزیں کھاتے مگر پانی نہیں پیتے، دوسرے سال پانی پیتے مگر گری پڑی چیزیں نہ کھاتے، تیسرے سال نہ کھاتے، نہ پیتے نہ سوتے۔ ننگے پاؤں کانٹوں پر چلتے اور جو ہولناک امر ہوتا، اختیار فرماتے۔

ایک دفعہ بغداد کے باہر ایک برج پر مسلسل گیارہ سال چلہ کشی کی۔ آخری چلے میں آپ نے عہد کر لیا کہ اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں پیوں گا جب تک کوئی اپنے ہاتھ سے نہ کھلائے۔ چنانچہ یہ قسم حضرت شیخ ابوسعید مبارک علیہ الرحمہ کے ہاتھوں پوری ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں "شیخ کے ہاتھ سے جو لقمہ میرے منہ میں پہنچتا تھا، اس سے میرے دل میں نور معرفت پیدا ہوتا تھا"

شیخ کے ہاتھ پر آپ نے بیعت بھی کر لی۔ تزکیہ نفس تو پہلے ہی مکمل تھا، شیخ نے اسی وقت خرقہ خلافت سے بھی نواز دیا۔

وعظ و تقریر: آپ نے سب سے پہلے شوال ۵۲۱ھ میں حلبہ کے مقام پر وعظ فرمایا۔ اس کی ابتداء کیسے ہوئی، آپ ہی سے سنئے، فرماتے ہیں:

"میں نے بروز شنبہ ۱۶ شوال ۵۲۱ھ ظہر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "اے میرے بیٹے تو وعظ کیوں نہیں کرتا؟" میں نے عرض کیا "میں عجمی ہوں۔ بغداد میں فصحائے عرب کے سامنے کس طرح کلام کروں" حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "اپنا منہ کھول" میں نے اپنا منہ کھولا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سات بار لعاب دہن میرے منہ

میں ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ ''لوگوں کو وعظ کر اور حکمت و موعظہ حسنہ سے اپنے رب کے راستے کی طرف بلا'' پس میں نماز ظہر پڑھ کر بیٹھ گیا۔ بہت سے لوگ میرے پاس آئے۔ مگر میں گھبرا گیا۔ پس میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجلس میں اپنے آگے کھڑا دیکھا۔ حضرت مولا علی نے فرمایا ''اے میرے بیٹے! تو واعظ کیوں نہیں کرتا؟'' میں نے کہا ''میں گھبرا گیا ہوں'' آپ نے فرمایا اپنا کھول، میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے عرض کی، ''پورے سات بار کیوں نہیں ڈالتے'' آپ نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب کی وجہ سے''۔

حاضرین مجلس کی تعداد قریباً ستر ہزار ہوا کرتی تھی۔ آپ کرسی پر رونق افروز ہوا کرتے تو کوئی شخص نہ لعاب دہن پھینکتا، نہ ناک صاف کرتا، نہ کلام کرتا، نہ اٹھ کر وسط مجلس میں جاتا دور و نزدیک آپ کی آواز یکساں پہنچتی تھی۔

شیخ ابوسعید قیلوی ذکر کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کئی دفعہ سیدنا شیخ عبدالقادر علیہ الرحمہ کی مجلس میں دیکھا ہے کیونکہ آقا اپنے غلام کو اپنی آمد سے عزت بخشتا ہے اور انبیائے کرام کی روحیں زمین و آسمان میں اس طرح پھرتی ہیں جیسے دنیا میں ہوائیں چلتی ہیں۔

آپ ہفتہ میں تین بار وعظ فرماتے۔ جمعہ کی صبح اور سہ شنبہ کی شام کو مدرسہ میں اور یک شنبہ کی صبح کو خانقاہ میں۔ (یہ سلسلہ واعظ ۵۲۱ھ تا ۵۶۱ھ تک جاری رہا) دو تین شخص آپ کی مجلس میں مرجایا کرتے تھے۔ سینکڑوں علماء لکھ لیا کرتے تھے۔ پانچ سو سے زیادہ یہود و نصاریٰ مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ سے زیادہ چور اچکے تائب ہوئے۔ حضور کے ارشاد کے مطابق اس مجلس وعظ میں خلعتیں تقسیم ہو جاتی تھیں۔

ایک وعظ میں جب آپ نے فرمایا ''**قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ**'' (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) تو حاضر و غائب اور نزدیک و دور ہر ولی اللہ نے اپنی گردن جھکا دی۔ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمہ خراسان کی پہاڑیوں میں محو عبادت تھے، وہیں جھک گئے اور بولے (گردن پر ہی نہیں) بلکہ سر اور آنکھوں پر بھی۔

تدریس (پڑھانا) اور افتا (فتویٰ): آپ نے ۵۱۸ھ تا ۵۶۱ھ اپنے مدرسے میں تدریس و افتا کام کیا۔ مدرسے میں روزانہ چودہ علوم کا درس دیتے تھے۔ دوپہر سے پہلے اور بعد تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول اور نحو پڑھایا کرتے تھے اور ظہر کے بعد قرآن کی قرأتیں سکھایا کرتے تھے۔ دنیا کے دور دراز گوشوں سے دینی سوالات آتے اور حضور بڑی جلدی فتوئی ارشاد فرما دیتے تھے۔ آپ کا مدرسہ اتنا بابرکت تھا کہ اس کی گھاس کھانے اور پانی پینے سے بغداد والوں نے طاعون جیسی وبا سے شفا پائی۔ کامل اولیاء اللہ آپ کے مدرسے کے دروازے پر جھاڑو دیا کرتے تھے اور چوکھٹ کو چومتے تھے۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا ''میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ جو مسلمان تیرے مدرسے سے گزرے گا۔ اس کی عذاب میں تخفیف کی جائے گی''۔

آپ حضرت امام شافعی اور حضرت امام حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب پر فتوئی دیا کرتے تھے۔

جاہ و جلال اور احترام: خلیفہ اور وزراء وغیرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور نہایت عجز و ادب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ آپ ان سے سخت کلام فرماتے اور بہت نصیحت کرتے۔ خلیفہ وقت کو کچھ لکھتے تو اس طرح کہ

''عبدالقادر تجھے حکم دیتا ہے اور اس کا حکم نافذ ہے اور اس کی اطاعت تجھ پر واجب ہے۔ وہ تیرا پیشوا اور تجھ پر حجت ہے''

خلیفہ اس خط کو مبارک کو بوسہ دیتا اور حکم کی تعمیل کرتا۔

آپ جمعہ کے دن جامعہ مسجد میں تشریف لے جاتے تو لوگ بازاروں میں کھڑے ہو جاتے اور آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے۔ ایک دفعہ جامع مسجد میں آپ کو چھینک آئی تو تمام مسجد جواب میں گونج اٹھی۔

اخلاق و عادات: آپ کی سیرت مقدسہ کا اجمالی نقشہ وہی ہے جو امام ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے؛

"سیدنا غوث اعظم ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے، خوف خدا میں جلد رو دینے والے، نرم دل، خوش اخلاق، آپ کی ذات والا صفات نیکی کا نشان اور بھلائی کی پہچان تھی۔ آپ کی نورانی شخصیت حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا زندہ معجزہ تھی"

آپ کلمہ حق کہنے سے دریغ نہ فرماتے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے آپ از حد سخی اور رحم دل تھے۔ کسی سائل کا سوال رد نہ فرماتے خواہ اپنا کپڑا اتار کر دینا پڑتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے تمام اعمال کا جائزہ لیا، ان میں کھانا نہ کھلانے سے کوئی عمل افضل نہیں پایا"

شیخ منصور ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میری آنکھ نے کسی کو سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر خلیق، کشادہ دل، کریم النفس اور وعدہ پورا کرنے والا نہیں دیکھا، آپ کی جلالت شان کے باوجود چھوٹوں کے ساتھ کھڑے ہوتے، بڑوں کی عزت کرتے، پہلے سلام کہتے، کمزوروں کے ساتھ بیٹھتے، فقیروں سے تواضع کرتے، امیروں اور بڑوں میں سے کسی کے لئے کھڑے نہ ہوتے، کبھی کسی وزیر یا سلطان کے دروازے پر نہ گئے۔

شیخ ابو القاسم فرماتے ہیں: "آپ کا نفس خواہشات سے انکار کرنے والا اور ہاتھ سخی تھا، آپ ہر رات دستر خوان بچھانے کا حکم دیتے، مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے، کمزوروں کے ساتھ بیٹھتے اور بیماروں کی عیادت فرماتے، طالب علموں سے نہ گھبراتے، دوستوں کی خطائیں معاف فرماتے اور وہ غائب ہوتے تو ان کا حال دریافت کرتے رہتے، جو آپ کے سامنے حلف اٹھاتا، آپ اسے سچا کہتے اور اپنا علم پوشیدہ رکھتے۔ آپ سے بڑھ کر حیا والا نہیں دیکھا"

محمد بن علی بغدادی فرماتے ہیں: "آپ اپنی ذات کے لئے غصہ نہ فرماتے اور غیر اللہ کے لئے انتقام نہ لیتے"

عبادت میں سخت مجاہدہ فرماتے چنانچہ چالیس سال آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔

کرامات: اولیاء اللہ میں کسی کے حصے میں بھی اتنی عظیم وکثیر کرامات نہیں آئیں جو سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی ہیں۔ حضرت شیخ علی بن ابی نصر فرماتے ہیں کہ "جب بھی کوئی شخص آپ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا" حضرت نور بخش توکلی نے "تذکرہ غوث اعظم" میں آپ کی کرامات کے جو عنوانات قائم کئے ہیں، یہاں صرف انھی کو درج کیا جاتا ہے تاکہ کچھ اندازہ ہو سکے۔

۱۔ مردوں کا زندہ کرنا، ۲۔ بیماریوں کا دور کرنا، ۳۔ بے موسم سیب کا غیب سے آنا، ۴۔ عصا کا نور ہو جانا،
۵۔ بارش کا تھم جانا اور آب دجلہ کا ہٹ جانا، ۶۔ اناج میں برکت، ۷۔ دعا کا قبول ہونا، ۸۔ مغیبات پر مطلع ہونا،
۹۔ قضائے حاجات، دور دراز فاصلے سے مدد کرنا۔

وصال شریف: شیخ ابو القاسم کی روایت کے مطابق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان ۵۶۰ھ میں صاحب فراش ہوئے۔ ایک باوقار شخص خدمت اقدس میں حاضر ہو کر، اے اللہ تعالیٰ کے ولی السلام علیک میں ماہ رمضان ہوں، آپ سے اس امر کی معافی چاہتا ہوں جو آپ پر مجھ میں مقدر کیا گیا ہے اور آپ سے جدا ہوتا ہوں۔ آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔

چنانچہ آپ نے آئندہ رمضان نہ پایا اور ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں وصال فرما گئے۔ **انا للہ و انا علیہ راجعون**

وصیت: آپ نے اپنے بڑے فرزند دلبند حضرت سید عبد الوہاب جیلانی علیہ الرحمہ کو وصیت فرمائی۔

۱۔ اپنے نفس پر تقویٰ لازم رکھنا۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا۔ ۳۔ توحید پر ثابت قدم رہنا۔
۴۔ جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے تو دنیا کی تمام چیزیں اس کی ملکیت میں دے دی جاتی ہیں۔

تصرف واختیار کے متعلق

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

مفتی جلال الدین احمد امجدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ شطنوفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ محدثانہ اسانید کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اپنا ایک لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے اس بچے کو آپ سے قلبی لگاؤ ہے اس لئے میں اس کے حق سے دست بردار ہو کر اس کو اللہ کی اور پھر آپ کی سپردگی میں دیتی ہوں۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عرض قبول فرمائی اور اس بچے کو بزرگوں کے طریقے پر مجاہدات اور ریاضتیں کرنے کا حکم فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کی ماں اپنے بچے سے ملنے کے لئے آئی دیکھا کہ اس کا بچہ بہت لاغر اور زرد ہو گیا ہے۔ اور دیکھا کہ جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا کھا رہا ہے۔ پھر جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے برتن میں پوری مرغی کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں جس کو آپ تناول فرما چکے ہیں۔ اس نے کہا اے میرے سردار! آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بچے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ اس وقت حضرت نے ان ہڈیوں پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور فرمایا:

قومی باذن اللہ الذی یحی العظام وھی رمیم۔

"اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا"

آپ کے اس حکم پر وہ مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور چلائی۔ پھر آپ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اذا صار ابنک ھکذا فلیأ کل مھما شاء

جب تیرا بیٹا اس درجہ کو پہنچ جائے گا تو پھر جو جی چاہے کھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار ۶۵)

اس واقعہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کھائی ہوئی مرغی کو دوبارہ زندہ کر دینے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔

حضرت شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تحریر فرماتے ہیں کہ کئی معتبر راویوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی مجلس کے اوپر سے ایک چیل چیختی چلاتی اڑتی ہوئی گزری جس سے مجلس کے لوگوں کو الجھن ہوئی۔ آپ نے فرمایا:

یاریح خذی راس ھذہ الحداۃ

یعنی اے ہوا اس چیل کا سر کاٹ لے۔

یہ کہتے ہی چیل مردہ ہو کر زمین پر گر پڑی۔ ایک طرف اس کا سر اور دوسری طرف اس کا دھڑ گرا۔ آپ نے کرسی سے اتر کر اس کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ گئی اور سب لوگ دیکھتے رہے۔ (بہجۃ الاسرار ۶۵)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو ہوا پر حکومت بخشی ہے۔ اسی لئے انہوں نے ہوا کو حکم دے کر چیل کا سر کٹوا دیا۔

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اورتحریر فرماتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن ابوبکر ابہری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے قاضی القضاۃ ابو صالح نصر سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالرزاق سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میرے والد گرامی یعنی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن جمعہ کی نماز کے لئے نکلے۔ میں میرے دو بھائی عبدالوہاب اور عیسیٰ آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں ہم کو شراب کے تین مٹکے ملے جو بادشاہ کے تھے اور جن کی بو بہت تیز تھی۔ ان کے ساتھ کوتوال اور کچہری کے کچھ دوسرے لوگ تھے۔ حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ وہ نہیں ٹھرے اور جانوروں کے چلانے میں انہوں نے جلدی کی۔ تو حضرت نے جانوروں سے فرمایا قفی ٹھہر جاؤ فوقفت کانھا جمادات تو وہ ایسے ٹھہر گئے گویا وہ جمادات ہیں یعنی بے جان چیزیں پتھر اور پہاڑ وغیرہ کی طرح اپنی پر جگہ ٹھہر گئے۔ وہ لوگ جانوروں کو بہتیرا مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے تھے اور ان لوگوں کو قولنج کا درد شروع ہو گیا اور سخت درد کی وجہ سے سب کے سب دائیں بائیں زمین پر لوٹنے لگے۔ پھر وہ لوگ خدائے تعالیٰ کو یاد کرنے لگے اور علانیہ توبہ و استغفار کرنے لگے تو ان کا درد جاتا رہا۔ اور شراب کی بو سرکہ سے بدل گئی۔ انہوں نے برتنوں کو کھولا تو دیکھا وہ سب سرکہ ہو گیا تھا۔ بہجۃ الاسرار ۱۴۱۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ سے اپنا یہ عقیدہ اچھی طرح واضح کر دیا کہ چلتے ہوئے جانوروں کو صرف زبان سے حکم دے کر جمادات کی طرح ٹھہرا دینے، لوگوں کو درد قولنج میں مبتلا کر دینے اور یک نگاہ شراب کو سرکہ بنا دینے کی قدرت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس خضر بن یحییٰ موصلی نے مجھ سے قاہرہ میں بیان کیا کہ ۶۲۳ھ میں مجھ کو میرے باپ نے شہر موصل میں خبر دی کہ ہم ایک رات اپنے شیخ حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ بغداد میں تھے کہ آپ کی خدمت میں بادشاہ مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف حاضر ہوا۔ اس نے آپ سے سلام عرض کیا اور نصیحت طلب کرتے ہوئے آپکے سامنے دس تھالیاں رکھ دیں جنھیں دس غلام اٹھا کر لائے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ان کی حاجت نہیں اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے بڑی عاجزی کی تو آپ نے ایک تھیلی اپنے ہاتھ میں لی اور دوسری بائیں ہاتھ میں اور دونوں کو ہاتھ میں دبایا تو وہ خون ہو کر بہہ گئیں۔

آپ نے فرمایا اے ابوالمظفر! کیا تم خدائے تعالیٰ سے نہیں ڈرتے کہ لوگوں کا خون چوستے ہو اور میرے سامنے لاتے ہو۔ بادشاہ بے ہوش ہو گیا آپ نے فرمایا

و عزۃ المعبود لو لا حرمۃ اتصاله برسول الله صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم لترکت الدم یجری الیٰ منزله

ی معبود کی عزت کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس کے رشتے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں خون کو ضرور چھوڑتا کہ وہ اس کے مکان تک بہتا۔ (بہجۃ الاسرار ۶۱)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ سے اپنا یہ عقیدہ ثابت کیا کہ خدائے تعالیٰ نے ہمیں تصرف کی وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ میں چاندی اور سونے کے سکے درہم و دینار کو خون بنا کر اسے دور تک بہا سکتا ہوں۔

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اورتحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس خضر بن عبداللہ بن یحییٰ موصلی نے بیان کیا کہ ۶۲۳ھ میں مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ میں خلیفہ مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دیکھا۔ اس نے عرض کیا کہ میں آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ مجھے تسلی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں غیب سے سیب چاہتا ہوں اور پورے ملک عراق میں وہ زمانہ سیب کا زمانہ نہیں تھا۔

حضرت نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو دو سیب آپ کے ہاتھ میں آگئے، تو ایک سیب آپ نے خلیفہ کو دے دیا۔ حضرت نے اپنے ہاتھ کے سیب کو کاٹا تو نہایت سفید خوشبو دار تھا، جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی اور خلیفہ مستنجد باللہ نے اپنے ہاتھ کا سیب کاٹا تو اس میں کیڑے تھے۔

اس نے از راہ تعجب کہا یہ کیا بات ہے کہ آپ کے ہاتھ کا سیب تو میں بہت اچھا اور عمدہ دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابوالمظفر!

لمستها ید الظلم فدووت۔ یعنی تمہارے سیب کو ظلم کے ہاتھ لگے تو اس میں کیڑے پڑھ گئے۔ (بہجۃ الاسرار ۶۱)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ سے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ میں جس موسم میں بھی چاہوں بغیر ظاہری اسباب کے صرف ہاتھ بڑھا کر سیب حاصل کر سکتا ہوں۔

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تحریر فرماتے ہیں کہ ۶۱۷ھ میں ابو محمد رجب بن ابو منصور داری اور ابو زید عبد الرحمٰن بن سالم قرشی اور ابو عبد اللہ محمد بن عبادہ انصاری نے قاہرہ میں ہم سے بیان کیا کہ ان لوگوں سے برگزیدہ شیخ ابو الحسن قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاسیون پہاڑ پر ۶۱۸ھ میں بیان کیا کہ میں اور حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ہیتی علیہ رحمہ و رضوان ۵۴۹ھ میں حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں جو کہ ازج کے دروازہ میں تھا، موجود تھے کہ حضرت کے پاس سوداگر ابو غالب فضل اللہ بن اسمٰعیل بغدادی ازجی حاضر ہوا اور عرض کیا:

یا سیدی قال جدک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم من دعی فلیجب وھا اناقد دعوتک الیٰ منزلی

اے حضرت! آپ کے محترم و مکرم نانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی دعوت کی جائے اس کو چاہئے کہ وہ اس کو قبول کرے اور میں آپ کو اپنے مکان پر دعوت کی زحمت دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ فرمایا اور فرمایا کہ اچھا میں آؤں گا۔ مقررہ وقت پر آپ سوار ہوئے، شیخ ہیتی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب تھامی، اس طرح اس شخص کے مکان پر پہنچے۔ وہاں دیکھا تو بغداد کے بہت سے علماء و مشائخ اور اعیان موجود تھے۔

آپ کے پہنچنے کے بعد دستر خوان لگایا گیا اور بہت قسم کے کھانے دستر خوان پر رکھے گئے۔ اس کے بعد دو شخص ایک بہت بڑا ٹوکرا اٹھا کر لائے جس کا سر ڈھکا ہوا تھا یہ ٹوکرا دستر خوان کے ایک طرف لا کر رکھ دیا گیا۔ میزبان نے شیخ سے عرض کیا اجازت ہے کھانا شروع کیا جائے۔ شیخ نے کچھ نہیں فرمایا اپنا سر جھکائے رہے۔ نہ خود کھانا شروع کیا اور کھانے کی اجازت بھی مرحمت نہیں فرمائی۔ چنانچہ کسی نے بھی کھانا شروع نہیں کیا۔ اہل مجلس پر آپ کی ہیبت اس طرح طاری تھی گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (یعنی بے حس و حرکت تمام حاضرین مجلس بیٹھے ہوئے تھے) پھر آپ نے مجھے اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ کیا کہ اس ٹوکرے کو اٹھا کر یہاں لاؤ۔ چنانچہ وہ ٹوکرا ہم نے اٹھا کر شیخ کے سامنے رکھ دیا، ٹوکرا بہت وزنی تھا۔ شیخ نے ہم کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھولو جب ہم نے اس کو کھولا تو اس میں اس امیر کا فرزند تھا جو لنجا، مادر زاد اندھا اور مفلوج تھا، جذامی بھی تھا۔ شیخ نے اس کو دیکھ کر فرمایا قم باذن اللہ ((اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑا ہو جا) شیخ کے یہ فرماتے ہی وہ لڑکا تندرست شخص کی طرح کھڑا ہو گیا اور کوئی بیماری اس میں موجود نہ تھی۔ حاضرین مجلس میں ایک جوش پیدا ہوا اور نعرے لگانے لگے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کچھ کھائے پیے اس ہجوم میں سے اٹھ کر باہر آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ہم شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گئے اور ان کو یہ قصہ سنایا انہوں نے فرمایا:

الشیخ عبد القادر یبری الاکمہ والابرص و یحیٰ الموتیٰ باذن اللہ

ترجمہ: ہاں شیخ عبد القادر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے اور مردوں کو جلاتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار ۶۳)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ سے اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ ایک شخص جو لنجا، مادر زاد اندھا، فالج زدہ اور جذامی (کوڑھی) ہو اسے بھی بیک زبان تندرست کرنے کا خدائے تعالیٰ نے مجھے اختیار عطا فرمایا ہے۔

حضرت ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۵۵۷ھ) کے تعارف میں حضرت علامہ تادفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ بڑے صاحب حال و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا شمار ان چار ہستیوں میں ہوتا ہے جن کی دعائیں ہمیشہ قبول ہوتی ہیں۔ اگر کسی مریض کے لئے دعا کرتے تو وہ تندرست ہو جاتا۔ آپ معتبر فقہاء و مفتیان شرع میں سے تھے۔ آپ کی صحبت سے اکابر اولیاء و علماء فیضیاب ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ نے قیلویہ کی بستی میں ایک چٹان پر کھڑے ہو کر اذان پڑھی تو وہ پھٹ کر پانچ حصوں میں تقسیم ہو گئی اور زمین بھی ہیبت تکبیر سے پھٹ گئی۔ اور ایک مرتبہ کسی

مرید نے قضائے حاجت کے لئے آپ کے ہاتھ سے لوٹا لیا لیکن وہ اتفاق سے گر کر ٹوٹ گیا اور جب آپ نے اس لوٹے کو ہاتھ لگایا تو وہ صحیح وسالم ہو گیا اور اس میں پہلے کی طرح پانی بھرا ہوا تھا۔ (قلائد الجواہر ۱۷۴)

ایسے بلند پایہ بزرگ کا عقیدہ بھی تصرف کے بارے میں معلوم ہو گیا کہ وہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

اور حضرت علامہ عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز ابو المعال نامی درویش حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ مجلس کے دوران ان کو پاخانہ کی حاجت ہوئی جس نے اس قدر شدت اختیار کر لی کہ یہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتے تھے۔ یہ بالکل بے طاقت ہو گئے۔ انہوں نے شیخ کی طرف استغاثہ کے طور پر دیکھا۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر سے ایک زینہ نیچے اتر آئے۔ اس وقت پہلے زینے پر آدمی کے سر کی طرح ایک سر ظاہر ہوا، جب دوسرے زینے پر حضرت اترے تو اس سر کے دوسرے اعضاء کندھا اور سینہ ظاہر ہوئے۔ اس طرح حضرت زینہ بزینہ اترتے تھے اور وہ شکل انسانی مکمل ہوتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ حضرت کی شکل میں متشکل ہو گئی اور آواز بھی بالکل حضرت جیسی اس شکل سے آتی تھی۔ کلام بھی بالکل حضرت کے کلام کی طرح تھا۔ اس شکل کو سوائے اس حاجت مند کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس وقت حضرت اس شخص کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور اپنی آستین اس شخص کے سر پر ڈال دی۔

آستین کا پڑنا تھا کہ ابو المعال نے اپنے کو ایک لق ودق میدان میں پایا جہاں ایک نہر جاری تھی اور نہر کے کنارے ایک گھنا درخت تھا۔ ابو المعال نے اپنی کنجیوں کا گچھا اس درخت کی شاخ سے لٹکایا اور قضائے حاجت میں مشغول ہو گئے۔ فراغت کے بعد نہر سے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ سلام پھیرنے کے بعد حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ آستین اس کے سر سے اٹھائی تو انہوں نے اپنے آپ کو پھر اسی مجلس میں پایا۔ ابو المعال کے اعضائے وضو ابھی تک پانی سے تر تھے اور پاخانہ کی حاجت رفع ہو چکی تھی اور حضرت اسی طرح ممبر پر وعظ میں مصروف تھے گویا نیچے تشریف ہی نہیں لائے تھے۔ ابو المعال بھی خاموش بیٹھے رہے اور کسی سے کچھ نہ کہا۔ لیکن جب کنجیوں کا گچھا اپنے پاس موجود نہیں پایا تو سخت پریشان ہوئے۔

ایک مدت دراز کے بعد ابو المعال کو سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ بغداد شریف سے چودہ دن کا راستہ تھا۔ اثنائے سفر ایک میدان سے گزرے جہاں نہر جاری تھی۔ ابو المعال وضو کرنے کے لئے نہر پر گئے تو یہ وہی نہر تھی جہاں قضائے حاجت کے بعد اس روز وضو کیا تھا۔ وہاں انہوں نے اس درخت کو بھی پہچان لیا، ان کی کنجیوں کا گچھا اسی طرح درخت کی شاخ سے لٹکا ہوا تھا۔ ابو المعال کہتے ہیں کہ جب میں بغداد واپس آیا تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصہ بیان کیا۔ شیخ نے میرا کان پکڑ کر فرمایا اے ابو المعال! جب تک ہم زندہ ہیں یہ بات کسی سے نہ کہنا۔ (نفحات الانس ۶۷۷)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعے سے اپنا یہ عقیدہ واضح طور پر ثابت کر دیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تصرف کی وہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ جنہیں سن کر انسانی عقل حیران ہو جائے۔

اور حضرت علامہ محمد یحییٰ تادفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں ایسا سیلاب آیا کہ پانی بغداد شریف کی آبادی تک پہنچ گیا اور تمام لوگوں کو اپنے ڈوب جانے کا یقین ہو گیا تو وہ لوگ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ اپنا عصائے مبارک لے کر دریائے دجلہ پر پہنچ گئے اور عصا کو دریا کی اصل حد پر نصب کر کے فرمایا کہ "اسی جگہ ٹھہر جا" چنانچہ فوراً ہی پانی گھٹنا شروع ہوا اور اپنی اصلی حد پر آ گیا۔ (قلائد الجواہر ۹۲)

اس واقعہ سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے دریا کے پانی پر بھی حکومت عطا فرمائی ہے۔

حضرت علامہ تادنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اورتحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابو صالح عباس بیان کرتے ہیں۔ایک مرتبہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصورا کی جامع مسجد میں تشریف لائے اور وہاں سے اپنے مدرسہ کی طرف واپس ہوئے تو اپنے چہرے پر سے رومال ہٹایا اور ایک بچھو پیشانی پر سے ہاتھ میں پکڑ کر زمین پر پھینک دیا اور جب وہ بھاگنے لگا تو فرمایا کہ "خدا کے حکم سے مرجا" چنانچہ اسی وقت وہ مر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس نے جامع مسجد سے لے کر یہاں تک مجھے ساٹھ مرتبہ ڈنک مارا ہے۔(قلائد الجواہر ۱۱۱)

حضرت علامہ تادنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ معمر جرادہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر حاضر ہوا تو آپ کچھ تحریر فرمارہے تھے۔اچانک چھت میں سے تین مرتبہ مٹی گری اور آپ نے اس کو جھاڑ دیا۔لیکن چوتھی مرتبہ ایسا ہوا تو آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہاں ایک چوہا مٹی گرا رہا تھا آپ نے فرمایا "تیرا سر اڑ جائے" یہ کہتے ہی اس کا جسم ایک جانب گرا اور سر دوسری جانب۔یہ دیکھ کر حضرت شیخ لکھنا چھوڑ کر رونے لگے اور جب رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا:

"مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں میرے دل کو تکلیف پہنچانے کے سبب سے کسی مسلمان کو اسی طرح تکلیف نہ پہنچ جائے۔جیسی اس چوہے کو پہنچی ہے۔"

شیخ عمر بن مسعود بزاز بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدرسہ میں وضو فرمارہے تھے کہ اچانک ایک چڑیا نے آپ کے کپڑوں پر بیٹ کر دی اور جب آپ نے اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو چڑیا مردہ ہو کر نیچے آگری۔(قلائد الجواہر ۱۲۸)

مذکورہ بالا واقعات اور اپنے کلمات سے حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا یہ عقیدہ واضح طور پر ظاہر کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تصرف کی وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ جو میری زبان سے نکل جائے گا یا جو میں دل سے چاہوں گا وہی ہو جائے گا۔

حضرت علامہ تادنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الحسن علی بن طاعب القواس (جن کی صداقت مشہور زمانہ ہے) فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ہمراہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔اس جماعت کے اپنے حالات کے مطابق دعا کرانے کا ارادہ کیا۔لیکن ہماری بڑی جماعت میں ایک بغیر داڑھی مونچھ کا نوعمر لڑکا بھی شامل تھا جس کے بارے میں ہم سب لوگوں کو معلوم تھا کہ اس کی عادتیں بہت بری ہیں۔کیونکہ نہ تو وہ پیشاب پاخانہ کرکے استنجا کرتا تھا اور نہ غسل جنابت کرتا تھا۔

چنانچہ ہم لوگوں نے اپنی حاجتیں بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ سے دعا کے لئے درخواست کی اور جب میں نے آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو پوری جماعت بوسہ دینے کیلئے ٹوٹ پڑی۔مگر جب وہ نوعمر لڑکا بڑھا تو آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ کر آستین میں چھپا لیا اور اس لڑکے پر ایسی نظر ڈالی کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔جب اسے ہوش آیا تو اس کی داڑھی اور مونچھیں نکل آئی تھیں۔اس کے بعد اس نے توبہ کی اور پھر آپ نے اس سے مصافحہ کیا۔(بہجۃ الاسرار ۱۱۸)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ سے اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تصرف پر مجھے ایسی قدرت بخشی ہے کہ میں بیک نگاہ نوعمر لڑکے کو داڑھی مونچھ والا بنا سکتا ہوں۔

اور آپ خود تحریر فرماتے ہیں (ترجمہ) "اور یہی فنا کی حالت ہے جو اولیاء و ابدال کی حالتوں کی انتہا ہے۔پھر ان کو تکوین (یعنی کن کہنا) عطا کیا جاتا ہے۔تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے۔چنانچہ حق سبحانہ جل وعلا کا ارشاد اس کی بعض کتابوں میں ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔(فتوح الغیب مع بہجۃ الاسرار ۱۰۹)

اس عبارت سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصرف کے بارے میں اپنا عقیدہ خود ہی واضح لفظوں میں بیان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مطیع و فرمانبردار بندوں کو مرتبہ تکوین عطا فرما دیتا ہے۔وہ کسی چیز کو کہتے ہیں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

کرامات اولیاء اللہ اور مسلک غوث اعظم رضی اللہ عنہ

﴿محقق دوراں حضرت علامہ جناب حافظ محمد نصر اللہ مدنی آسوی﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اَلا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ☆ اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَکَانُوْ یَتَّقُوْنَ﴾

سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ (سورہ یونس:۶۳-۶۴ پارہ-۱۱ رکوع -۱۲)

کرامات اولیاء اللہ حق ہیں: مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

جو عجیب وغریب حیرت انگیز کام نبی سے صادر ہو تو اگر نبوت کے ظہور سے پہلے صادر ہو تو ,,ارہاص،، ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام فرمانا' یا ہمارے نبی ﷺ کو کنکروں اور پتھروں کا بچپن میں سلام کرنا۔ اور اگر ظہور نبوت کے بعد ہو تو اسے ,,معجزہ،، کہتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ید بیضاء۔ یا نبی کریم ﷺ کا چاند کو چیرنا' سورج واپس لانا اور جو ولی سے صادر ہوا سے ,,کرامت،، کہتے ہیں اور اگر عام مومنین سے اس قسم کی چیزوں کا ظہور ہو تو اسے ,,معونت" کہتے ہیں اور عجیب وغریب کام کافر سے ہو تو وہ ,,استدراج،، یعنی مہلت دینا کہلاتا ہے جیسے دجال کا پانی برسانا مردے زندہ کرنا۔ ابھی تک اللہ کے فضل وکرم سے مسلمانوں میں کوئی ایسا فرقہ پیدا نہیں ہوا جو معجزات کا انکار کرتا ہو ہاں بہت سے لوگ کرامات اولیاء اللہ کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے کہ ساری کرامات گھڑے ہوئے قصے کہانی ہیں قرآن سے ثبوت نہیں ہم یہاں قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں (علم القرآن)

معجزہ اور کرامت میں فرق: معجزہ اور کرامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہر ولی کے لئے کرامت کا ہونا ضروری نہیں مگر ہر نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ولی کے لئے یہ لازم نہیں کہ وہ اپنی ولایت کا اعلان کرے یا اپنی ولایت کا ثبوت دے بلکہ ولی کے لئے تو یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ خود بھی جانے کہ میں ولی ہوں مگر نبی کے لئے اپنی نبوت کا اثبات ضروری ہے اور چونکہ انسانوں کے سامنے نبوت کا اثبات بغیر معجزہ دکھائے نہیں ہو سکتا اس لئے ہر نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

﴿قرآن سے کرامات اولیاء کا ثبوت﴾

آیت نمبر۱:

﴿کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا قَالَ یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ﴾

جب مریم کے پاس زکریا علیہ السلام اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے۔ (سورہ آل عمران آیت:۳۷ پارہ نمبر۳) حضرت مریم اللہ کی ولیہ ہیں ان کی کرامت یہ بیان ہوئی کہ مقفل کوٹھری میں بے موسم پھل انہیں غیب سے عطا ہوئے یہ کرامت ولی ہے۔

آیت نمبر۲:

﴿وَھُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ تُسَاقِطْ عَلَیْکِ رُطَباً جَنِیًّا﴾

اور اے مریم کھجور کی جڑ پکڑ کی اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ پکی کھجوریں گریں گی۔ (سورہ مریم آیت:۲۵ پارہ:۱۶)

جہاں آپ دردِ زہ کے وقت بیٹھی تھیں وہاں ایک کھجور کا خشک درخت تھا۔ فرمایا گیا کہ اسے ہلاؤ تمہارے ہاتھ کی برکت سے ابھی یہ درخت ہرا ہوگا اور بارآور ہوگا ابھی اس کے پھل پک کر تم پر گریں گے تم کھالینا۔ آپ کا ہاتھ اس لئے لگوایا گیا تا کہ معلوم ہو کہ ولی کے ہاتھ کی برکت سے سوکھے درخت ہرے ہو جاتے ہیں تو ان کی نظر سے خشک دل بھی ہرے ہو جائیں گے۔ (تفسیر نورالعرفان)

علامہ اقبال نے کہا۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

آیت نمبر۳:

﴿ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا﴾

اور اصحاب کہف غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر (سورہ کہف: ۲۵ پارہ ۱۵)

اصحاب کہف نبی نہیں ہیں بلکہ بنی اسرائیل کے ولی ہیں ان کی کرامت یہ بیان ہوئی کہ غار میں تین سو نو برس سوتے رہے۔ اتنا عرصہ بے غذا سونا اور فنا نہ ہونا کرامت ولی ہے۔

آیت نمبر۴:

﴿ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ﴾

اور تم انہیں جاگتا سمجھو اور وہ سو رہے ہیں اور ہم انہیں دائیں بائیں کروٹیں بدلتے ہیں اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے غار کی چوکھٹ پر ہے۔ (سورہ الکہف آیت: ۱۸)

اس آیت میں اصحاب کہف جو اولیاء اللہ ہیں۔ ان کی تین کرامتیں بیان ہوئی ہیں۔ ایک تو جاگنے کی طرح اب تک سونا' دوسرے رب کی طرف سے کروٹیں بدلنا اور زمین کا انکے جسموں کو نہ کھانا اور بغیر غذا باقی رہنا' تیسرے ان کے کتے کا اب تک لیٹے رہنا یہ بھی ان کی کرامت ہے نہ کہ کتے کی۔

آیت نمبر۵:

﴿ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ﴾

اور بولا وہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں تخت بلقیس آپ کے پاس لے آؤں گا آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے۔ (سورہ النمل آیت: ۴۰)

اس آیت میں آصف بن برخیا جو بنی اسرائیل کے نبی نہیں بلکہ ولی ہیں کی کئی کرامتیں بیان ہوئیں' بغیر کسی کے پوچھے یمن پہنچ جانا، وہاں سے اتنا وزنی تخت لے آنا اور یہ دور دراز سفر شام سے یمن تک جانا آنا ایک آن میں طے کر لینا۔

آیت نمبر۶:

﴿ فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا﴾

ترجمہ: دونوں یعنی موسیٰ اور خضر علیہما السلام چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو توڑ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم نے اس لئے توڑ دیا کہ کشتی والے ڈوب جائیں۔ (سورہ کہف: ۷۱)

اس آیت کریمہ میں حضرت خضر علیہ السلام جو کہ غالباً کسی قوم کے ولی ہیں ان کی یہ کرامت بیان ہوئی کہ انہوں نے کشتی توڑ ڈالی مگر کشتی نہ

ڈوبی۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

آیت نمبر ٦: ﴿ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْ هُمَا صَالِحًا ﴾

ترجمہ: خضر نے فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیموں کا خزانہ ہے اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ (سورہ الکہف: ۸۲)

اس آیت میں خضر علیہ السلام کی یہ کرامت بیان ہوئی کہ انہوں نے زمین کے نیچے کا دفینہ معلوم کرلیا۔ (علم القرآن از مفتی احمد یار خاں)

﴿ حدیث سے کرامات اولیاء کا ثبوت ﴾

شہادت سے پہلے موت کی خبر دے دی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ احد ہوا تو رات مجھے میرے باپ نے بلا کر کہا کہ میں اپنے متعلق خیال کرتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے پہلا شہید میں ہوں گا اور میں اپنے نزدیک تم سے زیادہ پیارا کسی کو نہیں چھوڑتا سوائے رسول اللہ ﷺ کی ذات کے اور مجھ پر قرض ہے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے لئے بھلائی کی وصیت قبول کرو جب ہم نے صبح کی تو پہلے شہید وہی تھے۔ پھر میں نے انہیں ایک دوسرے شہید (عمرو بن جموح) کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا۔ پھر مجھے اچھا نہیں لگا کہ میرا باپ ایک دوسرے شہید کے ساتھ قبر میں رہے۔ تو چھ ماہ کے بعد ان کی قبر کو کھود کر لاش مبارک کو باہر نکالا تو وہ بالکل اسی حالت میں تھے جس حالت میں ان کو میں نے دفن کیا تھا بجز اس کے کہ ان کے کان میں کچھ تغیر ہوا تھا۔ (بخاری شریف حدیث 1351 ریاض الصالحین 1507 مشکوۃ 5945 کرامات صحابہ 125) یہ ہے صحابی کا علم غیب کہ اپنی موت نوعیت موت حسن خاتمہ وغیرہ سب کی خبر پہلے دے دی۔ اور موت کے بعد کفن سلامت اور بدن تر و تازہ۔

پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں نہروں کی کھدائی کے وقت جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعلان کروایا کہ سب لوگ میدان احد سے اپنے اپنے مردوں کو نکال کر لے جائیں تو حضرت جابر فرماتے ہیں: کہ میں نے دوبارہ چھیالیس برس کے بعد اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ کی قبر کو کھود کر ان کی مقدس لاش کو نکالا تو میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے جب ان کا ہاتھ اٹھایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا پھر جب ہاتھ زخم پر رکھا گیا تو خون بند ہو گیا اور ان کا کفن جو ایک چادر کا تھا بدستور صحیح و سالم تھا۔ (بیہقی شریف، حجۃ اللہ علی العالمین 864/2)

اسی لئے تو اہل سنت کہتے ہیں

زمیں میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا　　محمد کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ شہداء کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جب شہداء کا یہ مقام ہے تو آقا ﷺ کا مقام کیا ہوگا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ　　میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اولیاء کرام دلوں کی بھی خبر رکھتے ہیں: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اہل جنت اپنے مسلمان بھائیوں کو جو جہنم میں پڑے ہوں گے جہنم سے چھڑانے کے لئے (بطور ناز) اللہ تعالیٰ سے ایسا جھگڑا کریں گے جیسا جھگڑا کوئی شخص اپنا حق مانگنے کے لئے بھی نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کریں گے:۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا اے ہمارے رب یہ ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، ہمارے ساتھ نیک اعمال کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا:۔

اِذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ جاؤ اور جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان پاؤ اسے نکال لاؤ اور اللہ تعالیٰ اُن کی صورتوں کو آگ پر حرام کر دے گا وہ اُن کے پاس آئیں گے جبکہ بعض قدموں تک

اور بعض پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوں گے۔ چنانچہ وہ جن کو پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر واپس لوٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا:- جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ اسے نکال لاؤ پس وہ جن کو پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر واپس لوٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا:- جاؤ اور جس کے دل میں ذرّے کے برابر ایمان پاؤ اسے نکال لاؤ پس وہ جن کو پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر واپس لوٹیں گے۔

(بخاری حدیث ۷۴۳۹ کتاب التوحید ، مسلم حدیث ۱۸۳ کتاب الایمان ، مشکوۃ حدیث ۵۵۷۹ کتاب صفۃ القیامۃ باب الحوض والشفاعہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عام مومنین کو بھی دلوں کے حالات سے آگاہ فرماتا ہے کیونکہ ایمان کسی ظاہری چیز کا نام نہیں ہے جب عام مومنین دلوں میں پوشیدہ ایمان کو جانتے ہیں تو پھر محبوب خدا ﷺ کے علم کا کیا کہنا جو ساری مخلوق سے افضل ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل   اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اولیاء کرام مشکل کشا ہیں دافع البلا ہیں کہ ان کی محبت روز قیامت بھی کام آئے گی۔

ولی کی کرامت سے دودھ پیتا بچہ بول پڑا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جریج ایک عبادت گذار شخص تھا' اس نے ایک معبد بنایا جس وقت وہ معبد میں نماز پڑھ رہا تھا اس کے پاس اس کی والدہ آئی اور کہا اے جریج! اس نے (دل میں) کہا، اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے' پھر وہ نماز پڑھتا رہا اور اس کی ماں واپس چلی گئی' دوسرے دن پھر وہ اس وقت آئی جب وہ نماز پڑھ رہا تھا اس نے کہا اے جریج! اس نے (دل میں) کہا' اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے' پھر وہ نماز پڑھتا رہا اور اس کی ماں واپس چلی گئی' اگلے روز ماں پھر اس وقت آئی جب وہ نماز پڑھ رہا تھا اس نے کہا اے جریج! اس نے (دل میں) کہا' اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے' پھر وہ نماز میں مصروف رہا' اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! جب تک یہ فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھ لے اس پر موت طاری نہ کرنا' بنو اسرائیل جریج اور اس کی عبادت کا بہت چرچا کرتے تھے' بنو اسرائیل میں ایک بدکارہ عورت تھی جس کا حسن ضرب المثل تھا اس نے کہا اگر تم چاہو تو میں جریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں' وہ عورت جریج کے پاس گئی' جریج نے اس کی طرف توجہ نہیں کی' ایک چرواہا جریج کے معبد میں رہتا تھا' اس عورت نے اس چرواہے کو اپنے نفس کی دعوت دی' چرواہے نے اس سے اپنی خواہش پوری کی' وہ عورت حاملہ ہو گئی' جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا یہ جریج کا بچہ ہے لوگ آئے انہوں نے جریج کو معبد سے اتارا اور معبد کو گرا دیا' لوگوں نے جریج کو مارنا شروع کیا' جریج نے پوچھا مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوْا زَنَيْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ تمہارے اس ہنگامے کا کیا سبب ہے' لوگوں نے کہا تم نے اس بدکارہ عورت سے زنا کیا ہے' اور تم سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے' فَقَالَ: اَيْنَ الصَّبِيُّ فَجَاءُوْا بِهٖ فَقَالَ دَعُوْنِيْ حَتّٰى اُصَلِّيَ فَصَلّٰى جریج نے کہا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچہ کو لے کر آئے جریج نے کہا ٹھہرو مجھے نماز پڑھنے دو اس نے نماز پڑھی فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِيْ بَطْنِهٖ وَقَالَ يَا غُلَامُ مَنْ اَبُوْكَ قَالَ فُلَانُ الرَّاعِي فَاَقْبَلُوْا عَلٰى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُوْنَهٗ وَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ پھر فارغ ہو کر بچہ کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں انگلی چبھو کر کہا اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا فلاں چرواہا پھر لوگ جریج کی طرف مڑے اس کو بوسہ دینے لگے اور حصول برکت کے لئے اس کو چھونے لگے اور کہا ہم آپ کے لئے سونے کا معبد بنا دیتے ہیں جریج نے کہا نہیں تم اسی طرح مٹی کا بنا دو۔ (مسلم 2550 بخاری 3436)

اس سے معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت نماز پڑھنے سے بڑی سے بڑی مشکل دور ہو جاتی ہے اور مصیبت کے وقت صبر اور نماز سے مدد چاہنا انبیاء اور اولیاء کرام کا طریقہ ہے لیکن اس کے برعکس ہم پر اگر کوئی مصیبت نازل ہو تو بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اگر پہلے نماز پڑھتے بھی ہوں تو

چھوڑ بیٹھتے ہیں

ترقی کی جو نئی راہیں زیرِ آسماں نکلیں　　میاں مسجد سے نکلے حرم سے بیبیاں نکلیں
اب مصیبت میں بھی انہیں یاد خدا آتی نہیں　　منہ سے دعا نہ نکلی پاکٹوں سے عرضیاں نکلیں

اس حدیث میں اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت ہے ان کے کہنے پر دودھ پیتا بچہ بول پڑا بعض لوگ کرامات کو مانتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کرامات اولیاء کرام کے اختیار میں نہیں ہوتیں ان کی یہ بات غلط ہے یہ حدیث ان کی تردید کر رہی ہے۔

کرامت کی تعریف: جو کام عام لوگوں کی طاقت اور عادت کے خلاف ہو اس کا اللہ کے ولی سے بغیر دعویٰ نبوت کے ظہور ہو اس کو کرامت کہتے ہیں بعض اوقات اولیاء اللہ کی کرامات ان کی طلب اور اختیار سے واقع ہوتی ہیں جیسے حضرت جریج کا یہ واقعہ، اور حضرت آصف بن برخیاء کا تخت بلقیس کو پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دینا اور کبھی اولیاء اللہ کی طلب اور اختیار کے بغیر کرامات واقع ہوتی ہیں جیسے حضرت مریم کے پاس بے موسمی پھلوں کا آنا یہی حال معجزات کا ہے۔

پیدائشی ولی کی کرامت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بچہ ماں کا دودھ پی رہا تھا اتنے میں ایک شخص عمدہ سواری پر اچھی پوشاک پہنے ہوئے گذرا، اس کی ماں نے کہا،، اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنادے،، بچہ دودھ چھوڑ کر اس کو دیکھتا رہا پھر کہا،، اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا،، پھر پستان کی طرف مڑا اور دودھ پینے لگا، پھر ان کا گذر ایک کنیز کے پاس سے ہوا جس کو لوگ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے اور وہ کہہ رہی تھی، ﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾،، مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے،، اس کی ماں نے کہا،، اے اللہ میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا،، اس بچے نے دودھ چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھ کر کہا،، اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا،، تب ماں بیٹے میں مناظرہ ہوا، ماں نے کہا، اے سر منڈے! ایک شخص اچھی حیثیت کا گذرا اور میں نے کہا، اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنادے،، تو نے کہا،، اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا،، اور اس لونڈی کو مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے۔ تو میں نے کہا،، اے اللہ میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا،، لیکن تو نے کہا،، اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا، بچے نے کہا وہ شخص ایک ظالم آدمی تھا تو میں نے دعا کی اے اللہ! مجھے اس جیسا (ظالم) نہ بنانا۔ اور جس باندھی کو لوگ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ تو نے چوری کی ہے تو وہ چور نہیں تھی اس لئے میں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے اس جیسا (بے گناہ) بنادے۔ (مسلم 2550 بخاری 3436)

معلوم ہوا کہ عام لوگوں کی نظر ظاہر پر ہوتی ہے اور اولیاء کرام کی نظر ان کے ظاہر اور باطن دونوں پر ہوتی ہے۔ اور پیدائشی ولی ہوتے ہیں جیسا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کہ آپ ماہ رمضان میں پیدا ہوئے اور دن میں دودھ نہیں پیتے تھے۔

غوث اعظم متقی ہر آن میں　　چھوڑا ماں کا دودھ ماہ رمضان میں

نظر ایمان: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک خواب دیکھا کہ مسجد نبوی میں خود حضور ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں اور حضرت علی بھی حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں، سلام پھیرنے کے بعد حضور ﷺ مسجد کی دیوار سے پشت انور لگا کر بیٹھ گئے اتنے میں ایک عورت کھجوروں کا ایک طباق لے کر حاضر ہوئی اور حضور ﷺ کے سامنے وہ طباق رکھ دیا، تو حضور ﷺ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی کو عطا فرمائی اور باقی کھجوریں دوسرے نمازیوں میں تقسیم کر دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے دیکھا کہ زبان پر وہی کھجور کا ذائقہ اور شیرینی موجود ہے، ٹھیک صبح کے وقت آپ کی آنکھ کھلی آپ فوراً مسجد میں پہنچے، آپ نے دیکھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں آپ جماعت میں شامل ہو گئے، سلام پھیرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح مسجد کی دیوار سے تکیہ لگا کر

بیٹھ گئے جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کو خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت بھی کھجوروں کا ایک طباق لے کر آ گئی اور فاروق اعظم کی خدمت میں پیش کر دیا، حضرت عمر نے بھی اس طباق میں سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی کو دے دی اور باقی سب کھجوریں حاضرین میں تقسیم کر دیں۔ حضرت علی نے حضرت عمر سے کہا اے امیر المؤمنین! ایک کھجور مجھے اور بھی دے دیتے تو کیا بات تھی حضرت عمر نے فرمایا، اے علی المرتضیٰ! اگر رات کو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دوسری کھجور عنایت فرماتے تو اسوقت میں بھی آپ کو دوسری کھجور دے دیتا جب سرکار نے نہ دی تو میں کیسے دوں؟ حضرت علی بولے اے عمر! یہ خواب کا واقعہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟ حضرت عمر نے فرمایا: اے علی! بندۂ مومن نورِ ایمان سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ وَ یَنْطِقُ بِتَوْفِیْقِ اللهِ ﴾ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اللہ کی توفیق سے بولتا ہے (جامع صغیر)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم حضور ﷺ کے سچے جانشین ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کی نظر سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی پھر جو بارگاہ ایمان حضور ﷺ کے متعلق یوں کہے کہ ان کو دیوار پیچھے کی خبر نہیں کس قدر بے خبر اور بے علم ہے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے

سرِ عرش پر ہے تیری گذر دلِ فرش پر ہے تیری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

تیری قبر پر بچھو، تیری قبر پر گدھے: حضرات! امروہہ ضلع مراد آباد (انڈیا) میں حضرت شرف الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ آپ جب امروہہ میں تشریف لائے تو حضرت شاہ نصیر الدین نے آپ کو امروہہ میں قیام سے منع فرمایا۔ مگر چونکہ شاہ ولایت اپنے مرشد کے حکم سے امروہہ آئے تھے اس لئے آپ نے شاہ نصیر الدین کی بات نہیں مانی تو ایک دم شاہ نصیر الدین کو جلال آ گیا اور آپ نے فرمایا کہ ,,تیری قبر پر بچھو رہیں گے،، حضرت شاہ ولایت کو بھی جلال آ گیا اور آپ نے فرمایا کہ ,,تیری قبر پر گدھے رہیں گے،، تو حضرت شاہ نصیر الدین نے فرمایا کہ اب تم نے کہہ دیا ہے تو میری قبر پر گدھے ضرور رہیں گے مگر پیشاب اور لید سے گندگی نہیں پھیلائیں گے، تو حضرت شاہ ولایت نے بھی فرمایا کہ تم نے کہہ دیا ہے تو میری قبر پر بچھو ضرور رہیں گے مگر یاد رکھنا وہ کسی کو ڈنک نہیں ماریں گے۔ برادرانِ ملت! آج بھی امروہہ میں جا کر اپنی آنکھوں سے یہ دونوں کرامتیں دیکھ سکتے ہو کہ حضرت شاہ ولایت کے مزار پر بکثرت بچھو ملتے ہیں مگر درگاہ کے احاطہ میں ڈنگ نہیں مارتے۔ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی فرماتے ہیں کہ میں نے خود بارہا ان بچھوؤں کو ہاتھ میں لیا ان کے ڈنگوں پر انگلی بھی رکھ دی مگر کبھی کسی بچھو نے ڈنگ نہیں مارا۔ اور آج بھی کمہاروں کا گدھا گم ہو جائے اور وہ دودھ بتاشہ لے کر حضرت شاہ نصیر الدین کے مزار پر حاضری دیتے ہیں تو کھویا ہوا گدھا ان کے مزار کے پاس سے مل جاتا ہے مگر کبھی کسی گدھے نے وہاں لید یا پیشاب نہیں کیا۔ (نورانی تقریریں ص ۱۵۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اللہ کی توفیق سے بولتا ہے (جامع صغیر)

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

موت کے بعد وصیت: حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے شہادت کے بعد وصیت کی آپ کی یہ کرامت ایسی بے مثل ہے کہ اس کی دوسری کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ شہید ہو جانے کے بعد آپ نے ایک صحابی سے خواب میں یہ فرمایا: کہ اے شخص! تم امیر لشکر حضرت خالد بن الولید سے میرا یہ پیغام کہہ دو کہ میں جس وقت شہید ہوا میرے جسم پر لوہے کی ایک زرہ تھی جس کو ایک مسلمان سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا اور اپنے گھوڑا باندھنے کی جگہ پر اس کو رکھ کر اس پر ایک ہانڈی اوندھی کر کے اس کو چھپا رکھا ہے، لہٰذا امیر لشکر میری اس زرہ کو برآمد کر کے اپنے قبضے میں لے لیں۔ اور تم مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میرا یہ پیغام کہہ دینا کہ جو مجھ پر قرض ہے وہ اس کو ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔

خواب دیکھنے والے صحابی نے اپنا خواب حضرت خالد بن الولید سے بیان کیا تو انہوں نے فوراً تلاشی لی اور واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زرہ برآمد ہوگئی جس جگہ کا خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا۔ اور جب حضرت ابوبکر کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے ان کا قرض ادا کردیا اور ان کے غلام کو آزاد قرار دے دیا۔ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ثابت بن قیس کی وہ خصوصیت ہے جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ایسا کوئی شخص بھی میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کے مرجانے کے بعد خواب میں کی ہوئی اس کی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔ (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۱۰۸، کرامات صحابہ ص: ۱۷۳)

آنکھیں بند کروا کر مصر سے مکہ پہنچا دیا: دیوبند کے شیخ محمد حنیف گنگوہی صاحب لکھتے ہیں: کہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خادم محمد علی کا بیان ہے کہ ایک روز آپ نے قیلولہ کے وقت فرمایا کہ اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کو افشا نہ کرو تو آج عصر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ لوں عرض کیا ضرور فرمایا آنکھیں بند کرو اور ہاتھ پکڑ کر ستائیس قدم چل کر فرمایا آنکھیں کھول دو، دیکھا تو ہم باب معلّی پر تھے۔ حرم پہنچ کر طواف کیا آب زمزم پیا پھر فرمایا کہ اس سے تعجب مت کرو کہ ہمارے لئے طی ارض ہوا (زمین سمیٹ دی گئی) بلکہ زیادہ تعجب اس کا ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمارے متعارف یہاں موجود ہیں مگر ہمیں نہ پہچان سکے پھر فرمایا چاہو تو ساتھ چلو ورنہ حاجیوں کے ساتھ آجانا۔ عرض کیا ساتھ ہی چلوں گا باب معلّی تک گئے اور فرمایا آنکھیں بند کرلو اور مجھے سات قدم دوڑایا آنکھیں کھولیں تو ہم مصر میں تھے۔ (احوال المصنفین ص: ۳۶) (بزرگوں کے عقیدے از مفتی جلال الدین امجدی ص ۶۳)

مسلک حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔ جیسا کہ آپ نے خود لکھا: امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ، اللہ ہمیں اصل اور فرع کے اعتبار سے ان کے مذہب پر موت دے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۶۰۴ مترجم) معلوم ہوا کہ صاحب کتاب اصل اور فرع یعنی عقیدہ اور عمل دونوں کے اعتبار سے امام احمد کے مقلد ہیں۔ حافظ ذہبی نے آپ کو حنبلی المذہب قرار دیا ہے (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۴۳۹) امام سمعانی نے آپ کا لقب ,,امام حنابلہ،، تحریر کیا ہے۔ (الذیل علی طبقات الحنابلہ، لابن رجب ج ۱ ص ۲۹۱) حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے: کہ آپ نے بغداد آنے کے بعد ابوسعید مخرمی حنبلی سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ابوسعید مخرمی کا ایک مدرسہ تھا جو انہوں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے سپرد کردیا، جس میں آپ وعظ و نصیحت اور تعلیم و تربیت کی مجالس منعقد کرتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲۱ ص ۲۵۲)

آل نجد کا اعتراف آل نجد کے حافظ مبشر حسین لاہوری وہابی نے لکھا ہے۔ آپ کے بارے میں اہل علم نے متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی ہے کہ آپ فقہی مسائل میں حنبلی المسلک تھے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم ص ۲۶-۲۷)

فیض عالم صدیقی نے لکھا ہے: غنیۃ الطالبین حنبلی مذہب کی ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ (اختلاف امت کا المیہ ص ۳۳۱)

وہابی تقلید کو شرک کہتے ہیں اور مقلد کو مشرک جب کہ تقلید کرنا شرک و بدعت نہیں اولیاء کرام کا طریقہ ہے اور ان کا طریقہ ہی صراط مستقیم ہے تو وہابی جو کہتے ہیں کہ ہم اولیاء کو مانتے ہیں دھوکہ ہے وہ ان کو مشرک کہتے ہیں اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو میرے ولی سے دشمنی رکھے میں اسے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ (بخاری کتاب الرقاق: 6502)

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے اہل سنت تھے آپ کا مسلک جاننے کے لئے ابوالحقائق علامہ غلام مرتضی ساقی مجددی کی کتاب ,,مسلک غوث اعظم اور مخالفین،، کا مطالعہ کریں یہ کتاب مارکیٹ میں دستیاب ہے علاوہ ازیں اویسی بک سٹال شیخ سرور صاحب گوجرانوالہ سے رابطہ کرسکتے ہیں 03338173630

حیات اولیاء کے متعلق عقیدہ: حضرت علی بن الہیتی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ بقا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت امام احمد بن حنبل کے مزار پر حاضر ہوئے تو میں نے اس وقت دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنی قبر سے باہر نکل کر آپ کو اپنے سینے

سے لگایا اور کہا اے عبد القادر! میں علم شریعت، علم حقیقت اور علم حال میں آپ کا محتاج ہوں۔ (قلائد الجواہر ص ۳۹، سیرت غوث الثقلین ص ۲۰۰)
ناجی جماعت: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ توحید، ایمان والوں اور اہل سنت کو اس دن کے شر سے بچالے گا۔ (الغنیہ ج ا ص ۱۶۹)
وسیلہ نبوی: بارگاہ خداوندی میں یوں دعا کرے: اے اللہ میں تیرے نبی کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں جو رحمت والے نبی ہیں۔ یارسول اللہ میں آپ کے واسطے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہ بخشے۔ (الغنیہ ج ا ص ۱۲ عربی، ص ۱۲۷-اردو)
اے اللہ میں بطفیل مصطفیٰ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ (الغنیہ ج ا ص ۱۲ عربی، ص ۱۲۷-اردو)
وہابی وسیلہ کو شرک کہتے ہیں لہٰذا ان کا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے کوئی تعلق نہیں۔
برکت حاصل کرنا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جن چیزوں کی نسبت اللہ والوں سے ہو جائے وہ مبارک اور متبرک بن جاتی ہیں، انہیں برکت کے لئے چھونا، بوسہ دینا اور پاس رکھنا مستحسن ہے۔ (الغنیہ اول ص ۱۲)
ایصال ثواب اور قبروں پر حاجت طلب کرنا: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص اور اس کے علاوہ قرآن پاک سے پڑھے اور صاحب قبر کو اس کا ثواب پہنچائے پھر اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ (الغنیہ ج ا ص ۳۹)
زیارت مرشد اور مقامات مقدسہ کے لئے سفر کرنا: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سفر کسی عبادت مثلاً حج اور یا نبی اکرم ﷺ کے لئے ہونا چاہئے، نیز اپنے مرشد کی زیارت یا مقامات مقدسہ کے لئے سفر کیا جائے۔ (الغنیہ ج ا ص ۴۴ عربی،)
اولیت ونورانیت مصطفیٰ ﷺ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے سب سے پہلے اپنے نور خاص سے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا۔ حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا۔ (فتوح الغیب مقدمہ فصل نمبر ۹) آپ ﷺ کے ظاہر ہونے سے باطل چلا گیا اور آپ ﷺ کے نور سے زمین چمک اٹھی۔ (فتوح الغیب خطبہ کتاب)
تعویذ کا جواز: بخار والے کے لئے تعویذ لکھ کر اس کے گلے میں ڈالا جائے۔ امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ مجھے بخار ہوا تو میرے لئے اس طرح تعویذ لکھا گیا۔ (ج ا ص ۹۴ عربی)
غیر مقلدین کا دھوکہ حکیم صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں شیخ عبد القادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے۔ سورہ فاتحہ پڑھنی فرض ہے اور وہ نماز کا رکن ہے جس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (صلوۃ الرسول ﷺ)

حکیم صاحب کے فریب اور دجل کی انتہا دیکھو۔ اس سے کیا ثابت کیا جا رہا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے مقتدی کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام پر یا تنہا نماز پڑھنے والے پر سورہ فاتحہ فرض ہے۔ مقتدی کا اس سے کوئی تعلق نہیں (احناف کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔
شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں اگر مقتدی ہے تو خاموش ہو کر امام کی قراءت سنے (الغنیہ ج ۲ ص ۱۱۳ عربی) خود حدیث نقل کرتے ہیں: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام قراءت کرے تو خاموشی کے ساتھ متوجہ ہو کر سنو۔ (غنیۃ الطالبین ص: 572 باب. اقتداء کے آداب)

لو اب اس کتاب سے بھی ثابت ہو گیا کہ امام کے پیچھے قراءت جائز نہیں۔ اگر اہل حدیثوں کا ایمان غنیۃ الطالبین پر ہی ہے تو انہیں اس حدیث پر عمل کر کے امام کے پیچھے قراءت ترک کر دینی چاہئے۔ ورنہ اپنی کتاب ''صلوۃ الرسول ﷺ،، سے حضور غوث پاک کے سارے حوالے ختم کر دیں۔

حکیم صادق صاحب نے اپنی اسی کتاب "صلوۃ الرسول ﷺ"، میں لکھا ہے: رمضان کی تراویح گیارہ رکعات ہیں۔ جبکہ غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ تراویح بیس رکعات سنت ہیں اور وتر تین رکعات۔ (غنیۃ الطالبین باب نماز تراویح ص: 400)

اب غیر مقلدین کو چاہئے کہ بیس رکعت تراویح پڑھیں اور تین رکعات وتر۔

اہل حدیث حضرات اپنی داڑھی لمبی چھوڑ دیتے ہیں جس سے ان کی شکل ہیبت ناک بن جاتی ہے اور مونچھوں کو مونڈ تے ہیں۔ یہ دونوں باتیں غنیۃ الطالبین کی ذکر کردہ احادیث کی رو سے خلاف سنت ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو اپنی مونچھیں منڈاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مونچھیں مونڈنا ایک قسم کی خلقت بدلنی ہے اس سے چہرے کی رونق اور خوبصورتی جاتی رہتی ہے صحابہ کرام سے مروی ہے کہ وہ اپنی مونچھوں کو کترا تے تھے۔ روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے باہر نکلے ہوئے بالوں کے حصے کو کتر دیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مٹھی کے نیچے کا حصہ کاٹ دو۔ (غنیۃ الطالبین باب ۲ دس فطری خصائل ص ۷۰)

غیر مقلدین کو چاہئے ان حدیثوں پر عمل کریں اور اپنی مونچھیں منڈوانا بند کریں اور ایک مشت سے زائد داڑھی کاٹ دیا کریں ورنہ وہ حضور ﷺ کے طریقہ سے خارج ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ وہابی حضور غوث پاک کے ارشادات کے منکر ہیں۔

کیا حضور غوثِ اعظم وہابی تھے؟ حضور غوثِ اعظم چونکہ فقہ میں امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے اس لئے ان کی فقہ کے مطابق رفع یدین کا ذکر "غنیۃ الطالبین"، میں ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جو بھی رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کہے وہ وہابی ہے۔ اگر ان کا یہ قاعدہ مان لیا جائے تو کل کو شیعہ مالکی فقہ پر عمل کرنے والوں کے لئے دعوی کر دیں گے کہ یہ شیعہ ہیں اس لئے کہ یہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ وہابیت وغیر مقلدیت عقیدہ کی خرابی محبوبانِ خدا کی گستاخی کا نام ہے۔ محض رفع یدین وغیرہ کا اختلاف نہیں۔ لہذا حضور غوثِ اعظم نہ غیر مقلد تھے نہ وہابی بلکہ صحیح العقیدہ سنی وپیشوائے اہل سنت وجماعت اور امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔ اگر غیر مقلدین وہابیہ میں حیا ہوتی تو تقلید کے خلاف نہ ہوتے بلکہ آپ کی طرح کسی امام کے مقلد ہوتے یا غیر مقلد ہو کر ایک مقلد حنبلی بزرگ کا سہارا نہ لیتے اور اپنی دورخی ومنافقت سے عوام کو دھوکہ نہ دیتے۔

عظیم دھوکہ وخیانت: حال ہی میں غیر مقلدین نے حضور غوثِ اعظم کی کتاب "غنیۃ الطالبین"، کو اردو ترجمہ میں ڈھال کر مع متن کے چھاپا اور چالاکی دکھائی کہ کتاب میں بیس تراویح کی جگہ آٹھ تراویح لکھ مارا تا کہ عوام سمجھیں کہ حضور غوثِ اعظم بھی ان غیر مقلدین کی طرح آٹھ تراویح پڑھتے تھے چنانچہ ملاحظہ ہو ﴿وھی احدی عشرۃ رکعۃ مع الوتر﴾ اور تراویح وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہیں۔ (غنیۃ الطالبین مکتبہ سعودیہ کراچی ص ۴۳۹)

حالانکہ "غنیۃ الطالبین"، دنیا کی کثیر الاشاعت مشہور کتاب ہے اور اس میں صاف لکھا ہے ﴿صلاۃ التراویح سنۃ النبی ﷺ وھی عشرون رکعۃ﴾ نماز تراویح سنت ہے اور اس کی بیس رکعت ہیں۔ (غنیۃ کے عربی متن اور فارسی اور اردو ترجمہ کے ہر نسخہ میں یہ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے) لیکن سنگدل اور بددیانت وہابیہ نے (عشرون) بیس کا اصل لفظ اڑا دیا اور عبارت میں اپنی طرف سے احدی عشرۃ گیارہ کا لفظ شامل کر کے مع الوتر کا ازخود اضافہ کر دیا۔ اگر حضور غوثِ اعظم غیر مقلد تھے تو بیس رکعت کیوں پڑھتے تھے؟ اگر وہابی سچے ہیں تو انہوں نے یہ بددیانتی کیوں کی ہے؟

حضور غوثِ اعظم کے عقائد ونظریات: وہابی حضور غوثِ اعظم کی کتاب سے رفع یدین کے بڑے حوالے دیتے ہیں لیکن آپ کے عقائد اور دوسری باتیں جو ان کے خلاف ہیں چھپاتے ہیں حضور غوثِ اعظم مقلد تھے لیکن وہابی تقلید کو شرک کہتے ہیں لہذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق

نہیں بلکہ یہ ان کے گستاخ ہیں کہ ان کے عمل کو شرک کہہ رہے ہیں

حضور غوثِ اعظم بیس تراویح کے قائل تھے وہابی آٹھ کے لہٰذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں۔ حضور غوثِ اعظم حدیث نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب امام قراءت کرے تم خاموشی سے متوجہ ہو کر سنو۔ (غنیہ ص ۷۳۹) حکیم صادق کو اپنی کتاب میں یہ روایت بھی درج کرنی چاہئے۔ حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہی ہے۔ (غنیہ ۱۹۲)

حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں اگر دو شخص بغل گیر ہوں اور ایک دوسرے کا ہاتھ اور سر بطور تبرک چومیں تو جائز ہے۔ (غنیہ ۳۱)

حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: عادل بادشاہ، والدین، پرہیزگار اور بزرگ آدمیوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے۔ (غنیہ ۳۱)

حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: زائر قبر شریف یوں دعا کرے اے خدا میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ نبی پاک ﷺ جو رحمت والے نبی ہیں یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہ بخشے۔ غنیہ ص ۳۳) بلکہ فرمایا جب تم اللہ سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳) وہابی ان تمام چیزوں کے خلاف ہیں بلکہ ان کو شرک و بدعت کہتے ہیں وہابیوں نے اگر رفع یدین کا حوالہ دینا ہے تو آپ کے عقائد بھی قبول کریں ورنہ ان کی کتاب سے حوالہ دینے کا کوئی حق نہیں رکھتے وہابی حضور غوثِ اعظم کے ان عقائد کو چھپاتے ہیں بلکہ ان کی کتابوں میں خیانت کرتے ہیں لہٰذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں۔ وہابی جب رفع یدین کا حوالہ پیش کریں تو آپ ساتھ یہ حوالہ جات بھی پیش کر دیں۔ وہ خاموش ہو جائیں گے۔

اللہ کے ولی دافع البلا ہوتے ہیں: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿كَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْاَدْوَاءِ﴾ وہ لڑکا مادرزاد اندھے اور برص والوں کو شفا دیتا تھا اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا۔ (مسلم شریف کتاب الزہد والرقاق باب قصہ اصحاب الاخدود حدیث نمبر ۳۰۰۵)

مادرزاد اندھا ہونا ایک مصیبت ہے اور مصیبت دور کرنا اللہ کا کام ہے لیکن یہاں نبی کریم ﷺ فرما رہے وہ ولی یہ مصیبتیں اور مشکلات دور کرتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ سبب کی طرف نسبت کر کے اس کو مشکل کشا (مشکلیں کھولنے والا) دافع البلاء (بلائیں دور کرنے والا) کہنا بالکل جائز ہے۔ جب بنی اسرائیل کے ولی مشکل کشا ہو سکتے ہیں تو حضور غوث پاک بھی مشکل کشا، حاجت روا ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل اور اس امت کے ولی تمام ولیوں سے افضل اور ہمارے آقا تمام انبیاء کرام سے افضل۔ اور یہ حدیث بھی صحیح اور صحاح ستہ کی ہے۔ پھر ہم کیوں نہ کہیں

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

مفلوج اور اندھا شفایاب ہو گیا: مہلک اور لاعلاج مریضوں کو بھی آپ کی کرامتوں سے شفا مل جاتی تھی۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ بغداد کے مشہور تاجر ابو غالب نے حاضر ہو کر عرض کیا یا حضرت آپ کے نانا جان رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہئے اور میں آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرمایا اچھا میں آؤں گا۔ جب اس کے مکان پر پہنچے تو عراق کے بڑے بڑے علماء و مشائخ پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ انواع و اقسام کے کھانے دستر خوان پر چنے گئے۔ پھر لوگوں نے ایک بند ٹوکرا لا کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ میزبان نے شیخ سے عرض کیا کہ اجازت ہے کھانا شروع کیا جائے۔ آپ نے کچھ نہیں فرمایا اپنا سر جھکائے رہے۔ نہ خود کھانا شروع کیا نہ کسی کو اجازت دی۔ چنانچہ کسی نے بھی کھانا شروع نہیں کیا۔ اہل مجلس پر آپ کی ہیبت اس طرح طاری تھی، گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا ٹوکرا میرے سامنے لا کر کھولو جب ٹوکرا کھولا گیا تو اس میں ابو غالب تاجر کا مادر

زادانددھااور فالج زدہ لڑکا بیٹھا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ ﴿قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ شیخ کے فرماتے ہی وہ لڑکا تندرست شخص کی طرح کھڑا ہو گیا اور کوئی بیماری اس میں موجود نہیں تھی۔ حاضرین مجلس میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور نعرے لگانے لگے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بغیر کچھ کھائے پیئے اس ہجوم سے اٹھ کر باہر آ گئے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت شیخ ابوسعید قیلوی نے فرمایا ﴿ا الشیخ عبد القادر یُبْرِیءُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَیُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ہاں شیخ عبدالقادر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳، بزرگوں کے عقیدے ص ۴۷) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اس واقع سے اپنا عقیدہ ثابت کر دیا کہ ایک شخص جو لنجا، مادرزاد اندھا اور فالج زدہ ہوا سے بھی بیک زبان تندرست کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔

شفا پاتے ہیں صد ہا جاں بسب امراض مہلک سے عجب دار الشفاء ہے آستانہ غوث اعظم کا

﴿حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کی برکت سے عذاب قبر معاف کر دیا گیا﴾

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو قیامت کے دن اس کے عذاب سے تخفیف ہو گی۔ (طبقات الکبری، بہجۃ الاسرار) ایک روز بغداد شریف کا ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے وہ خواب میں مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذاب قبر میں مبتلا ہوں تم حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعا کراؤ۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارا والد میرے مدرسہ کے دروازہ سے کبھی گذرا تھا اس نے بتایا: ہاں۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش وخرم ہیں اور سبز لباس زیب تن ہے اور مجھے کہا کہ اب مجھ سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دور کر دیا گیا ہے اور مجھے نصیحت کی کہ تم ان کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کرو۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا ﴿اِنَّ رَبِّی عزوجل قَدْ وَعَدَنِی اَنْ یُخَفِّفَ الْعَذَابَ عَنْ کُلِّ مَنْ عَبَرَ عَلٰی بَابِ مَدْرَسَتِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ بیشک میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو میں اس کے عذاب میں تخفیف کر دوں گا۔

(بہجۃ الاسرار ص ۱۰۱)

مدرسہ کی گھاس اور کنواں: ایک دفعہ آپ کے عہد میں بغداد شریف میں مرض طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے۔ لوگوں نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے مدرسہ کے اردگرد جو گھاس ہے اس کو رگڑ کر اور پرلگاؤ اور اسی کو کھاؤ اللہ تعالیٰ بیمار لوگوں کو اس سے شفا دے گا۔ نیز فرمایا ﴿مَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءِ مَدْرَسَتِنَا قَطْرَةً یَشْفِیْهِ اللّٰهُ﴾ جو شخص مدرسہ کے کنویں کا پانی پیئے گا اس کو بھی شفا حاصل ہو گی لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا تو ان کو شفا کامل حاصل ہو گئی پھر اس کے بعد دوبارہ آپ کے عہد میں طاعون کی وباء قطعاً نہ آئی۔ (تفریح الخاطر ص ۳۴)

﴿اولیاء کرام سے مدد مانگنا انبیاء کرام کی سنت ہے شرک و بدعت نہیں﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا:

﴿اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ﴾ تم میں سے کون ہے جو اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو

(النمل: ۳۸) بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اسباب کے تحت کسی سے مدد مانگنا جائز ہے اور مافوق الاسباب مدد مانگنا شرک ہے اگر ان کی یہ منطق درست تسلیم کر لی جائے تو پھر انبیاء کرام بھی اس فتوی سے محفوظ نہیں رہتے لہذا ثابت ہوا کہ یہ تحت الاسباب اور فوق الاسباب کی قیدیں ایجاد بندہ ہیں قرآن

وحدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے مافوق الاسباب مدد مانگی ہے۔

﴿یا علی یا غوث کے نعرہ کا جواز﴾

حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا وَاَرَادَ عَوْنًا وَهُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِهَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُونِی یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُونِی یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُونِی فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لایَرَاهُم﴾ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو ،اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے

رواہ الطبرانی وابن السنی، کتاب الاذکار از امام نووی، ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزماں غیر مقلد ص:۲۷) الامن والعلی ص ۲۵۴)

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ لگانا یا علی مدد یا غوث اعظم کہنا بالکل جائز ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ نعرہ حیدری نعرہ تحقیق کے بعد لگے گا قرآن میں یہی ترتیب ہے نبیوں کے بعد صدیقوں کا مقام ہے پھر شہیدوں کا۔ اگر ہم اس ترتیب کو چھوڑ کر نعرہ رسالت کے بعد نعرہ حیدری لگائیں تو عملی طور پر ہم نے شیعوں کا عقیدہ خلافت بلافصل والا قبول کر لیا۔

اولیاء کو مقام ,,کن،، عطا ہوتا ہے: حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ خود اپنی تصنیف ,,فتوح الغیب،، میں مقام تحریر فرماتے ہیں: اولیاء اور ابدال کو مقام تکوین (یعنی کن کہنا) عطا کیا جاتا ہے پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے۔ ﴿یا ابن آدم انا الله الذی لااله الا انا اَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِی اَجْعَلُكَ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ﴾ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں، ہو جا! تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا ہو جا! تو وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب مع بہجۃ الاسرار ص ۱۰۹ مقالہ نمبر ۱۶)

اسی حدیث قدسی کی تشریح میں چند کرامات ملاحظہ فرمائیں

مرغی زندہ کر دی: علامہ شطنوفی محدثانہ اسانید کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: کہ ایک عورت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنا ایک لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے اس بچے کو آپ سے قلبی لگاؤ ہے۔ اس لئے میں اس کے حق سے دست بردار ہو کر اس کو اللہ اور پھر آپ کی سپردگی میں دیتی ہوں۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی عرض قبول فرمائی اور اس کو بزرگوں کے طریقے پر مجاہدات اور ریاضتیں کرنے کا حکم فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کی ماں اپنے بچے کو ملنے کے لئے آئی دیکھا کہ اس کا بچہ بہت لاغر اور زرد ہو گیا ہے اور دیکھا کہ جو کی روٹی کا ٹکڑا کھا رہا ہے۔ پھر جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے مرغی کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں، جس کو آپ تناول فرما چکے ہیں۔ اس نے کہا اے میرے سردار! آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ اس وقت حضرت نے ان ہڈیوں پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور فرمایا: ﴿قُمْ بِاِذْنِ اللهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ آپ کے اس حکم پر فوراً وہ مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور چلائی۔ پھر آپ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا: ﴿اِذا صار ابنُكِ هكذا فَلْیَاْكُلْ مَهْمَا شَاءَ﴾ یعنی جب تیرا بیٹا اس درجہ کو پہنچ جائے گا تو پھر جو جی چاہے کھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۵) فتاوی حدیثیہ للعلامہ ابن حجر مکی ص ۹۳)

اس واقعہ کو اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی ,,کتاب التذکیر،، حصہ سوم ص ۱۱۸- اور ,,افاضات الیومیہ،، ج ۱ ص ۲۲۳) پر درج کیا ہے۔

ستر بار احتلام: حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک مرید ایک ہی رات میں نئی نئی عورت کے سبب ستر بار مُحْتَلِمْ ہوا۔ صبح غسل سے فارغ ہو کر اپنی پریشانی کی فریاد لے کر اپنے مرشد کریم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا قبل اس کے کہ وہ کچھ عرض کرے آپ نے خود ہی

فرمایا: رات کے واقعہ سے مت گھبراؤ میں نے رات کو لوح محفوظ پر نظر ڈالی تو تمہارے بارے میں ستر مختلف عورتوں کے ساتھ زنا مقدر تھا۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ وہ تیری تقدیر کو بدل دے اور ان گناہوں سے تیری حفاظت فرمائے۔۔ چنانچہ ان سارے واقعات کو خواب میں احتلام کی صورت میں بدل دیا گیا۔(بہجۃ الاسرار ص۱۹۳)

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مرید ہونے کا فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی پیر کامل کی بیعت ضرور کرنی چاہئے کہ پیر کی توجہ سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور بعض اوقات بڑی آفت چھوٹی آفت سے بدل کر رہ جاتی ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ایک بہت بڑا رجسٹر دیا گیا جس میں میرے مصاحبوں اور میرے قیامت تک ہونے والے مریدوں کے نام درج تھے اور کہا گیا کہ یہ سارے افراد تمہارے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے داروغہ جہنم سے پوچھا، کیا جہنم میں میرا کوئی مرید بھی ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ وَعِزَّةِ اللّٰهِ اِنَّ يَدِىْ عَلٰى مُرِيْدِىْ كَالسَّمَاءِ عَلَى الارضِ اِنْ لَمْ يَكُنْ مُرِيْدِىْ جَيِّدٌ فَاَنَا جَيِّدٌ ﴾ مجھے اللہ کے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح ہے جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اللہ کی بارگاہ میں میں تو عالی مرتبہ ہوں۔ مجھے اللہ کے عزت وجلال کی قسم! میں اس وقت تک اپنے رب عزوجل کی بارگاہ سے نہ ہٹوں گا جب تک اپنے ایک ایک مرید کو داخل جنت نہ کرلوں۔ بہجۃ الاسرار ص۱۰۰)

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

سلسلہ قادریہ کی فضیلت: حضرت شیخ عمر البزازرضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ضَمِنَ الشَّيْخُ محی الدين عبدالقادر رضی اللہ عنہ لِمُرِيْدِيْهِ اِلٰى يَوْمِ القيامةِ اَنْ لَّا يَمُوْتَ اَحَدٌ مِنْهُمْ اِلَّا عَلٰى توبة ﴾ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ قیامت تک کے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی بغیر توبہ نہیں مرے گا۔(بہجۃ الاسرار ص۹۹)

عطا کی ہے بلندی حق نے اہل اللہ کے جھنڈے کو مگر کیا سب سے اونچا پھریرا غوث اعظم کا

یک سنی بابا فرید گنج شکر رحمت اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دے کر واپس لوٹ رہا تھا راستے میں چھ وہابی مل گئے بولے کہاں سے آ رہے ہو؟ سنی بابا فرید گنج شکر رحمت اللہ علیہ کے مزار سے آ رہا ہوں۔ پھر تو آپ جنتی دروازے سے بھی گذرے ہوں گے؟ سنی جی ہاں، وہابی پھر تو آپ جنتی ہوئے نا؟ سنی، اللہ کے کرم سے۔ اب سارے وہابی سنی کو سونگھنے لگے پھر بولے ہم نے حدیث پڑھی ہے جو جنتی ہوتا ہے اس کے جسم سے خوشبو آتی ہے آپ کے جسم سے تو کوئی خوشبو نہیں آ رہی۔ سنی تم نے ایک حدیث پڑھی ہے دوسری نہیں پڑھی۔ وہابی کونسی؟ سنی جنتی کی خوشبو جنتیوں کو آئی گی جہنمیوں کو نہیں۔ وہابی لاجواب ہو گئے۔ عمران رضا

سنی نے سچ کہا مسلم شریف کی حدیث میں ہے جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا ایک قسم ان عورتوں کی ہے جو بظاہر لباس پہنے ہوں گی لیکن ننگی ہوں گی لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود لوگوں کی طرف مائل ہونے والی نہ جنت میں داخل ہوں گی اور اس خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی دور سے آتی ہوگی۔ (مسلم کتاب اللباس حدیث ۲۱۲۸) دوزخیوں کو جنتیوں کی خوشبو نہیں آ سکتی اور نہ ان کو جنت میں جانا نصیب ہوتا ہے کیونکہ مومن کی قبر جنت کا باغ ہے اسی لئے اسے روضہ کہا جاتا ہے۔

خوشخبری: قبلہ حافظ نصر اللہ مدنی آسوی صاحب دامت برکاتہ قارئین کے سوالات کا جواب میل کے ذریعے بھی دیا کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالٰی) اڈریس نوٹ فرمالیں: nasrullahmadniEgmail.com

ہر قسم کی بیماری کا روحانی وقرآنی علاج

﴿ حضرت علامہ جناب ابوابراہیم آسوی ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لڑکی کے رشتہ کے لئے ایک مجرب عمل:

(۱): اگر آپ کی لڑکی کا شتہ نہ آتا ہو یا رشتہ پسند نہ آتا ہو تو ﴿رَبِّ اِنِّی لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ (پارہ ۲۰ سورہ القصص ۲۴:)(۱۱۲) بار اس دعا کو اور (۳) بار سورہ والضحیٰ پڑھیں، ہر مہینہ (۱۱) دن تک یہ عمل پڑھیں اور تین مہینہ یہ عمل جاری رکھیں۔

(۲): ﴿وَهُوَ الَّذِی خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا﴾ (پ ۱۹ سورہ فرقان ۵۴) اگر آپ کے بیٹے یا بیٹی کہ عقد نہ ہوتا ہو تو اپنی مراد کے لئے اس آیت کو (۲۱) دن تک (۳۱۳) بار پڑھیں۔

(۳) ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ (پ ۲۰ سورہ نمل ۶۲:) اگر آپ کی اولاد کا شتہ نہیں ملتا اور اٹھتے بیٹھتے مذکورہ آیت کا ورد جاری رکھیں۔

شادی کا مجرب عمل: جس مرد یا عورت کی شادی نہ ہوتی ہو تو وہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد دو رکعت نماز نفل شادی کی نیت سے پڑھے اور سلام کے بعد (۱۱) مرتبہ درود ابراہیمی پڑھے اور (۴۱) بار سورہ اخلاص پھر (۱۱) بار درود ابراہیمی اور صرف شادی کے لئے دعا کرے انشاء اللہ مقصد پورا ہوگا عمل کی مدت ۹۰ دن ہے اس عرصہ میں اگر منگنی یا شادی ہو جائے تب بھی ۹۰ دن پورے کرے، عورت ناغہ کے دن شمار کر کے بعد میں پورا کرے۔

لڑکی کی شادی میں رکاوٹ: اگر کسی لڑکی کی شادی میں رکاوٹ ہو یا کسی نامعلوم وجہ سے کہیں شادی نہ ہوتی ہو تو وہ سورہ (الممتحنہ)، روزانہ پانچ بار باوضو پڑھے انشاء اللہ اس کی شادی کسی نیک بخت نوجوان سے ہو جائے گی۔

نرینہ اولاد کے حصول کے لئے اور رزق کی تنگی دور کرنے کے لئے: ﴿وَیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ (پ۲۹ سورہ نوح ۱۲) اگر آپ کے یہاں اولاد نرینہ یعنی لڑکا نہیں تو حمل ٹھہرتے ہی نو مہینے تک (۱۱) مرتبہ روزانہ یہ آیت پڑھیں۔ رزق کی تنگی دور کرنے کے لئے اس کو روزانہ سات بار پڑھیں۔

کثرت رزق اور حصول اولاد کے لئے قرآنی عمل: مفتی نعیم الدین مرادآبادی سورہ ہود علیہ السلام کی آیت نمبر (۵۲) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کثرت رزق اور حصول اولاد کے لئے استغفار کا بکثرت پڑھنا قرآنی عمل ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ بہت مالدار ہوں لیکن اولاد کی نعمت سے محروم ہوں مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جس سے اللہ مجھے صاحب اولاد کر دے آپ نے فرمایا استغفار پڑھا کر و اس نے استغفار کی یہاں تک کثرت کی کہ روزانہ سات سو بار پڑھنے لگا اس کی برکت سے اس شخص کے دس بیٹے ہوئے۔

بے اولاد کے لئے ایک مدنی وظیفہ: اگر کسی کے اولاد نہ ہو یا صرف لڑکیاں ہوتی ہوں تو وہ ہر جمعرات کو مغرب کی نماز کے بعد ایک ہزار بار پہلا کلمہ پڑھے اول آخر ایک ایک تسبیح درود شریف اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کرے الٰہی اپنے محبوب ﷺ کی طفیل نیک صالح بچہ عطا فرما۔ آرزو پوری ہونے تک پڑھتا رہے مرد اور عورت دونوں پڑھیں لیکن عورت ناغہ کے دنوں میں بغیر نفل پڑھے دعا مانگ لے یہ وظیفہ مجھے مدینہ منورہ سے عطا ہوا اور اس کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو اولاد کی نعمت حاصل ہوئی۔

امتحان میں کامیابی کے لئے مجرب عمل: ﴿فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (پ۱۰ سورہ انفال:۶۲)

فتح اور کامیابی کے لئے یا امتحان میں آسان پرچوں کے لئے جانے سے پہلے (۷) دفعہ یہ پڑھیں۔

کند ذہن کا روحانی علاج

﴿وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ (پ۵ سورہ نساء ۱۱۳)

اگر آپ کا بچہ یا کوئی طالب علم کند ذہن ہو تو (۱۲۱) بار یہ آیت پانی پر دم کر کے روزانہ پلائیں انشاء اللہ اس کی برکت سے عالم فاضل بن جائے گا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ,, لاحول ولا قوۃ الا باللہ ،، زیادہ پڑھا کرو کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے (شام کے مفتی) حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ جو کوئی پڑھا کرے لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ،، تو اللہ تعالیٰ اس سے ستر مصیبتوں کے در بند کر دے گا جن میں سے ادنیٰ مصیبت فقر ہے۔ (ترمذی مشکوۃ کتاب الدعوات باب ثواب التسبیح 2319)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اس کو چاہئے کہ اس کا شکر زیادہ کرے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں اس کو چاہئے کہ استغفار زیادہ کیا کرے اور جس پر رزق کی تنگی ہو اس کو چاہئے کہ ,, لاحول ولا قوۃ الا باللہ ،، بکثرت پڑھا کرے۔ (رسائل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

تلاوت قرآن و ذکر اللہ سے فقر و فاقہ سے نجات: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہر رات سورہ واقعہ پڑھا کرے وہ محتاجی اور فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔ (بیہقی مشکوۃ فضائل القرآن حدیث 2181)

معلوم ہوا دنیاوی نفع واثر کے لئے بھی قرآن پڑھنا جائز ہے ہاں ناجائز مقصد کیلئے قرآن کریم پڑھنا یا کوئی عمل کرنا جرم ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز فجر کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللّٰهم اِنِّی اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وعَمَلًا مُتَقَبَّلًا ورِزْقًا طَيِّبًا﴾ (ابن ماجہ مشکوۃ کتاب الدعوات 2498)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں علم نافع، مقبول عمل اور پاکیزہ رزق کا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی وصیت: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت نوح

علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: میں تمہیں دو کلموں کی وصیت کرتا ہوں ایک لا الـه الا الـلـه اور دوسرے سُبحان الله وبحمده کیونکہ یہ دونوں کلمے ہر چیز کی نماز ہیں اور انہی کی وجہ سے ہر شے کو رزق ملتا ہے۔(الادب المفرد للبخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت دی جائے اور اس کی موت میں دیر کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری 5986 مسلم 2557 مشکوۃ کتاب الادب باب البر والصلہ 4918)

استغفار سے رزق میں برکت اور پریشانیوں سے نجات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے چھٹکارا اور ہر غم سے نجات دے گا اور وہاں سے اسے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو" (ابوداود، ابن ماجہ مشکوۃ کتاب الدعوات باب الاستغفار حدیث نمبر(۲۳۳۹)

اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں لکھتے ہیں: اس طرح کہ روزانہ استغفار کے کلمے زبان سے ادا کرے۔ گناہ کرے یا نہ کرے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر کے وقت سنت فجر ادا کرنے کے بعد فرض پڑھنے سے پہلے (۷۰) بار پڑھا کرے یہ وقت استغفار کے لئے بہت موزوں ہے۔ روزی سے مراد مال، اولاد عزت سب ہی ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ) استغفار اس طرح پڑھیں اَسْتَغْفِرُ اللهَ ربی مِنْ کُلِ ذَنْبٍ وَاَتُوبُ اِلَیه صرف اَسْتَغْفِرُ الله بھی پڑھ سکتے ہیں

دست غیب: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اسے اختیار کرلیں تو وہ انہیں کافی ہو ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾۔ (ابن ماجہ، دارمی مشکوۃ کتاب الرقاق باب التوکل حدیث (۵۳۰۶)

مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں: جو شخص اس آیت کریمہ کو ورد میں رکھے اسے دست غیب نصیب ہو جاتا ہے۔

رزق میں زیادتی کے لئے سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم فرشتوں کی نماز اور مخلوق کی تسبیح سے کیوں غافل ہو اور اس کے سبب سے رزق ملتا ہے پھر آپ نے اس کو یہ وظیفہ بتایا سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللهَ کہ اس کو طلوع فجر کے بعد ایک سو مرتبہ پڑھو دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ پھر وہ آدمی چلا گیا اور کچھ مدت ٹھہرا رہا پھر حضور ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس اتنی دنیا آ گئی ہے میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔ (خصائص کبری۔ سیوطی 299/2)

بہتر یہ ہے کہ یہ تسبیح فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھی جائے ورنہ فجر کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

ایک سال کے اندر دولت مند بننا: جو شخص طلوع آفتاب کے وقت سورج کی طرف رخ کر کے ﴿بسم اللہ......﴾ ۳۰۰ بار اور درود شریف

۳۰۰ بار پڑھے اللہ اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا اور روزانہ پڑھنے سے انشاء اللہ ایک سال کے اندر اندر امیر ہو جائے گا۔ (شمس المعارف ص ۳۷، فیضان بسم اللہ ص ۱۳۵)

وسعت رزق اور بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے: وسعت رزق کے لئے ۵۰۰ سو بار پڑھا جائے یـا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار عشاء کی نماز کے بعد قبلہ رو باوضو ننگے سر ایسی جگہ کہ سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو۔ (مدنی پنج سورہ ص ۲۳۱)

تلاش معاش: تلاش معاش کے لئے سورہ اخلاص کو بسم اللہ کے ساتھ (۱۰۰۱) ایک ہزار ایک بار اول آخر سو سو مرتبہ درود شریف عروج ماہ یعنی چاند کی پہلی سے چودھویں تک کے زمانہ میں پڑھنا نہایت مؤثر ہے۔ (مدنی پنج سورہ ص ۲۳۱)

کھانے پر آیۃ الکرسی پڑھنا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ یارسول اللہ! گھر میں جو کچھ ہے اس میں برکت ختم ہوگئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم آیت الکرسی کی تلاوت سے کیوں بے خبر ہو۔ یہ جس نے بھی کھانے یا سالن پر آیت الکرسی پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کھانے اور سالن میں برکت زیادہ کر دیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور: از علامہ سیوطی آیت الکرسی کی تفسیر پارہ نمبر ۳)

اس حدیث سے کھانا آگے رکھ کر قرآن پڑھنے کا ثبوت بھی ہوگیا۔ کہ یہ ختم شریف بدعت نہیں ہے بلکہ حدیث سے ثابت ہے اس سنت پر عمل کرنے سے کھانے میں برکت ہو جاتی ہے اور سو شہید کا ثواب بھی ملتا ہے۔

یا رَحِیْمُ روزانہ (۵۰۰) مرتبہ پڑھنے سے انشاء اللہ دولت پائے گا اور مخلوق اس پر مہربان ہوگی۔

یا رَزَّاقُ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان (۴۱) دن تک (۵۵۰) بار پڑھے سے انشاء اللہ دولت مند ہوگا۔

یا وَهَّابُ روزانہ سات بار پڑھنے والا مستجاب الدعوات ہوگا۔

یا مَانِعُ (۲۰) بار بیوی ناراض ہو تو شوہر اور اگر شوہر ناراض ہو تو بیوی سونے سے قبل بستر پر بیٹھ کر پڑھے انشاء اللہ صلح ہو جائے گی۔

ہر قسم کی بیماری سے شفا: اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے باوضو اور بے وضو ﴿یـا سـلامُ﴾ کا ورد کرتے رہیں انشاء اللہ ہر قسم کی بیماری اور مصیبت سے نجات ملے گی اور روزی میں برکت ہوگی یا سلامُ (۳۳) بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے ہر قسم کے مریض کو پلائیں اور اس پر دم بھی کریں۔

زیارت حبیب ﷺ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مومن جمعرات کو دو رکعات پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پچیس بار پڑھے پھر ایک ہزار بار یہ درود پڑھے ﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ﴾ تو وہ دوسرے جمعہ سے قبل خواب میں میری زیارت سے مشرف ہوگا وَمَنْ رَآنِي غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ الذُّنُوْبَ. اور جس کو میری زیارت ہو خدا اُس کے گناہ بخش دے گا۔ (القول البدیع باب الخامس ص: ۲۸۶) اگر اس کے ساتھ و آلہ بھی پڑھ لے تو بہتر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ درود پڑھا وہ خواب میں میری زیارت کرے گا اور جسے خواب میں میری زیارت نصیب ہوگئی میں اُس کی شفاعت کرونگا اور میں نے جس کی شفاعت کر دی وہ میرے حوض سے جام پئے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کے جسم پر آگ کو حرام کر دے گا۔

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ ، وَعَلَى جَسَدِهِ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلَى قَبْرِهِ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (القول البدیع باب اول ص ۶۷)

تین سو بار یا ایک سو بار لیکن روزانہ پڑھے ناغہ نہ کرے۔

گذشتہ دنوں رئیس التحریر ہماعض ملت، مرد خبیر وبصیر حضرت العلام جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی علیہ الرحمہ داغ جدائی دے گئے (اناللہ وانا الیہ راجعون) جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب

مثنوی فاروقی

پروفیسر محمد حسین آسی

اہل سنت کی دشت دجبل میں گونجتی اور باطل کے ایوان سے ٹکراتی ہوئی آواز تھی۔ انہوں نے ظلمت کے کئی پردے چاک کیے۔ وقت کے بہت سے فرعونوں کو لرزہ براندام کیا، اور ضلالت کے بیابانوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والے سینکڑوں مسافروں کو ان کی منزل سے آشنا کیا۔ دور مرشق سے آشنا تھے یہی وجہ تھی کہ پیرانہ سالی میں ان کا عزم جوان تھا۔ اپنے پرائے ان کا احترام کرتے تھے۔ بظاہر ان کا خلاء پورا ہونا مشکل نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کے صدقے بلندی درجات عطا فرمائے۔ حضرت فاروقی صاحب اور حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمان کا آپس میں بہت گہرا تعلق تھا اور ایک دوسرے کا بہت احترام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت فاروقی علیہ الرحمہ حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی تحریریں پڑھ کر خوب داد دیتے۔ حضور مفکر اسلام بھی جب لاہور تشریف لے جاتے تو جناب فاروقی علیہ الرحمہ کے پاس ضرور جاتے۔ ایک دفعہ دیرینہ جناب حاجی شوکت علی شوہر صاحب کے وساطت سے قبلہ فاروقی صاحب نے اپنی ایک کتاب بھیجی تو حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ نے مثنوی فاروقی کے نام سے ہدیہ تہنیت پیش فرمایا۔ جو نذر قارئین ہے۔ (ممنون آسوی)

پیرزادہ جناب فاروقی ذرہ آفتاب فاروقی علیہ الرضوان
ہیں یہ اقبال ایسے با اقبال ملنے آتے ہیں ان سے اہل حال
ان سے راز و نیاز کی باتیں شوق و سوز و گداز کی باتیں
ان سے وصل وحضور کے قصے وجد و کیف و سرور کے نغمے
حال والوں کو حال والے ہی جانتے ہیں کمال والے ہی
ہم کہ ہیں کہ اہل قال کیا جانیں مستی و وجد و حال کیا جانیں
ملتے ہیں اہل قال بھی ان سے اہل فضل وکمال بھی ان سے
گفتگو میں ہیں ایسے چٹخارے خوب محظوظ ہوتے ہیں سارے
جو بھی دو چار لفظ سنتے ہیں دیر تک بیٹھے سر ہی دھنتے ہیں
جب زبان قلم چلاتے ہیں نیند کے ماتوں کو جگاتے ہیں ا
علم آموز اداریے ان کے عقل افروز اشاریے ان کے
ان کی تحقیق کا جواب نہیں ان کی تدقیق کا حساب نہیں
ماحی زنگ ہائے بدعت ہیں فخر زمانے اہل سنت ہیں
اہل ہمت میں ولولہ ان سے قصر باطل میں زلزلہ ان سے
کیا فصاحت ہے ، کیا بلاغت ہے کیا سلاست ہے، کیا طلاقت ہے
روشنی بھی ہے، چاشنی بھی ہے زندگی بھی ہے، عاشقی بھی ہے
ان کی تقریر ہو کہ ہو تحریر نقطے نقطے میں ہے عجب تاثیر
جب کریں یہ مدینے کی باتیں جو سراسر ہیں جینے کی باتیں
آہ عشق رسول کی باتیں واہ حسن قبول کی باتیں
عشق سامع کا بڑھتا جاتا ہے عرش پہ فکر چڑھتا جاتا ہے
ان کی مجلس میں جو جاتے ہیں جھولیاں بھر کے فیض لاتے ہیں
یہ جہان رضا کی رونق ہے منکرین رضا ہوتی ہیں
ان کی باتوں سے خوشبو جو آئے کیوں نہ فکر و نظر مہک جائے
ایسی ہی خوشبودار تحریریں اک سعیدی نے اب اکٹھی کیں
ان تقدیم لکھے ہجویری بات سونے پہ ہے سہاگے کی
کیا کہوں یہ ہمارا فاروقی بن گیا ہے ضرورت ملی
چاہیے قوم انہیں دعائیں دے فیض درویش جاری ساری رہے
نقش لاثانی کا گدا آسی
مانگتا ہے یہی دعا یہ بھی

مسائل دینیہ

......﴿ محقق دوراں حضرت علامہ مفتی محمد نصر اللہ مدنی آسوی ﴾......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

س: آج کل اشتہارات میں سیاسی لیڈروں، نعت خوانوں، علماء اور پیروں کی تصویریں بے دریغ چھپ رہی ہیں اور نعتوں اور تقریروں کی کتابوں پر بھی تصویریں ہیں ان کا شرعی حکم کیا ہے۔ 03004904577

ج: واقعی یہ بہت بڑا فتنہ ہے جس کا سدباب ضروری ہے اب اگر دنیاداروں کو کہا جائے یہ حرکتیں بند کرو شریعت کے خلاف ہیں وہ بڑے بڑے علماء اور پیران عظام کا نام لیں گے پیر، علماء اور نعت خوان عاشقان رسول سوچ لیں تمہارے اس افعال کو دلیل بنایا جارہا ہے ان سب کا گناہ کن کے سر جارہا ہے؟ یہ بات سوچنے کی اسے بار بار سوچ

جب سر محشر پوچھیں گے وہ بلا کر سامنے — کیا جرم دو گے تم خدا کے سامنے

نہ اِدھر اُدھر کی بات کر یہ بتا قافلہ کیوں لٹا — مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

خوف خدا سے عاری اور شہرت کے بھوکے لوگ ایسا کر رہے ہیں شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں چھاپنے والے اور چھپوانے والے اس پر راضی ہونے والے اور تعاون کرنے والے سب گناہگار ہیں ان پر اعلانیہ توبہ کرنا ضروری ہے ہر معاملہ میں ضرورت کا استثناء ہوتا ہے مثلاً تلاش گمشدہ یا گرفتاری اشتہاری مجرم وغیرہ لیکن اشتہارات والی تصاویر میں ان نعت خوانوں اور علماء کی کوئی مجبوری اور ضرورت نہیں ان تصاویر کو بند کیا جائے اور بعض لوگ علماء کی تصویریں نیٹ سے لیکر چھاپ دیتے ہیں (ان علماء کو اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہئے کہ میں احتجاجاً تقریر نہیں کروں گا تم نے میری مرضی کے خلاف ایسا کیوں کیا) لیکن بعض خود کہہ کر بنوار ہے ہیں شریعت کا مذاق اڑایا جارہا ہے فقیر کی ان سے استدعا ہے کہ یا تو امام احمد رضا رحمہ اللہ کو امام اہل سنت مجدد دین وملت نہ کہو یا پھر فتاوی رضویہ کے فتاوی جات کو تسلیم کرو کیا ۳۰ جلدوں کا فتاوی لائبریری کی زینت اور آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لئے رکھا ہے اگر علماء نے خود عمل نہیں کرنا تو دوسرے کب کریں گے (فتاوی رضویہ ج ۲۱ ص ۱۹۶) میں تصویر کے احکام دیکھو۔ اور دوسرا کتابوں پر تصویریں چھاپنا بھی سخت بے ادبی کا باعث اور حرام ہے ایسی کتابیں خریدنے سے بچیں اور چھاپنے والے توبہ کریں۔ اس سلسلہ میں جب فقیر نے پیر طریقت مفتی ابن مفتی علامہ قاری خالد محمود نقشبندی صاحب مہتمم جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ سے رابطہ کیا تو آپ نے فرمایا یہ کام سو فیصد حرام ہے اس کی سختی سے تردید کرنے کی ضرورت ہے۔ 03216129678

مفتی عبدالسلام نائب مفتی اشرف القادری آف گجرات نے فرمایا: اکثر کے نزدیک ایسا فعل حرام ہے اس سے مسجدوں کی بھی بے حرمتی ہورہی ہے کم از کم اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے اجتناب بہتر ہے۔ تصویر لگانا اور اس کی بلا ضرورت نمائش تو کسی صورت میں جائز نہیں **03338538053** علامہ اقبال سعیدی مدرس جامعہ نعمانیہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ایسی تصاویر کا کوئی جواز نہیں بلکہ یہ فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اس سے مسجدوں کی بھی بے حرمتی ہورہی ہے لوگ مسجد کے اندر اور باہر تصاویر آویزاں کر رہے ہیں

علماء کی کوئی سنتا ہی نہیں ان لوگوں نے تماشہ بنا رکھا ہے جب ہم منع کرتے ہیں تو لوگ بڑے بڑے مولویوں کا اور پیروں کا نام لیتے ہیں جب پیروں سے پوچھتے ہیں تو وہ الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں وہ علماء کو مطمئن نہیں کر سکتے اب لوگوں نے امیر اہل سنت کی تصاویر بھی لگانی شروع کر دی ہے اللہ کی پناہ اس فتنہ سے۔03007126435

علامہ خاور نقشبندی آسوی ناظم تعلیم جامعہ نعمانیہ سیالکوٹ سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہم لوگوں کو منع کرتے لوگ باز نہیں آتے جب کوئی محفل کرانے والا ہمارے پاس آتا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں بتا تو اپنی تشہیر چاہتا ہے یا محفل کرانا اور اللہ کی رضا چاہتا ہے ہماری عزت اللہ کی رضا میں ہے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہے تصویروں میں عزت نہیں ایسا مت کرو یہ اولیاء کرام کا طریقہ نہیں ریا کاری ہے اور ریا کاری شرک اصغر ہے۔03006148818

اس بدعت کے خلاف علماء کو اور بالخصوص شیران اسلام کو تحریک چلانے کی ضرورت ہے

ناز ہے تجھ کو کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے　　　مرد وہ ہے زمانے کو بدل دیتا ہے (اقبال)

اور کچھ نہیں تو کم از کم ہر آدمی اپنی حد تک اس فعل شنیع سے بچے سارا معاشرہ ٹھیک ہو سکتا ہے تالی دونوں ہاتھ سے بجتی ہے ایک سے نہیں کچھ نہ کچھ رضا دونوں کی ہوتی ہے۔ کوئی زبردستی نہیں کرتا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ (پ ۲۱ سورہ احزاب) اور جس سے رسول اللہ منع کریں اس سے رک جاؤ (پ ۲۸ سورہ الحشر)

نبی کریم ﷺ جب خانہ کعبہ کے اندر تصویروں کو دیکھا تو اندر تشریف نہیں لے گئے اور تصویروں کو مٹائے جانے کا حکم دیا اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تصویریں دیکھیں اور یہ دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں پانسے کے تیر ہیں تو فرمایا: اللہ ان تصویر بنانے والوں پر لعنت کرے اللہ کی قسم ان لوگوں نے کبھی بھی پانسہ کا تیر نہیں پھینکا ہے۔ (بخاری کتاب الانبیاء ۳۳۵۲)

اگر بزرگوں کی تصویریں لٹکانا جائز ہوتا تو نبی کریم ﷺ انبیاء کرام کی تصویریں اتارنے اور مٹانے کا حکم کبھی نہ دیتے تو انبیاء کرام جو ساری مخلوق سے افضل ہیں ان کی تصویر لٹکانا جائز نہیں تو کسی پیر، عالم، نعت خواں اور استاد کی کیسے جائز ہو سکتی ہیں۔ افسوس ان لوگوں پر جنھوں اپنے پیروں کی اصلی تصویریں اور حضور غوث پاک اور دیگر بزرگوں کی نقلی تصویریں بنا کر لٹکائی ہوئی ہیں اور اپنے گھروں اور مکانوں میں مجسمے بنا کر رکھے ہوئے ہیں کسی نے شیر کا مجسمہ بنایا ہے کسی نے شاہین کا بنایا ہوا ہے یہ سب ناجائز اور بے برکتی کا سبب ہے اور ان سب کو مٹانے کا حکم ہے۔

علامہ اقبال کہتے ہیں۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں　　　مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے　　　صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

یہ نغمہ گل و لالہ کا نہیں ہے پابند　　　بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں: ہم نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اپنے پیروں کے فوٹوں کو سجدہ کرتے ہیں انہیں چومتے انہیں سجا کر رکھتے ہیں یہ سب اسی حدیث کا ظہور ہے،، کہ میری امت کے کچھ قبیلے بت پرستی کریں گے،، پیروں کے فوٹوں کو وہ کہتے ہیں مرقع شریف یہ ان کا خاص لفظ ہے بعض کلمہ گو تعزیہ کو سجدہ کرتے دیکھے گئے، قبروں کو تو بہت لوگ سجدہ کرتے ہیں بعض زندہ پیروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ ہے بت پرستی نعوذ باللہ۔

(مشکوۃ کتاب الفتن حدیث 5167 مراۃ شرح مشکوۃ ۲۷/۳،۲۷)

اب تو مولویوں کے گھروں میں بھی تصویریں لٹکی ہوئی ہیں جنہوں نے منع کرنا تھا خود اس برائی کے مرتکب ہیں اور نعتوں کی کتابوں پر نعت خواں کی تصویر چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ اندر قرآن کی آیات بھی ہوں گی کلمہ لا الہ الا اللہ بھی ہوگا اور نبی کریم ﷺ کا نام بھی ہوگا اوپر نعت خواں کی تصویر ہے کیا یہ بے ادبی اور گستاخی نہیں ہے؟ سب گنہگار ہیں چھپوانے والا، چھاپنے والا اور اس کی تجارت کرنے والے لوگوں کو احتجاج کرنا چاہئے اور عام لوگ اگر وہ کتابیں خریدیں تو فوراً اس کی تصویر کا پیج پھاڑ دیں۔ اگر ماں باپ، استاذ یا پیر کی تصویر بطور یادگار اپنے پاس رکھنی ہے تو اسے صندوق یا البم میں رکھیں سامنے لٹکانا منع ہے۔ بلکہ بزرگ تو کہتے ہیں

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔

لیکن یار لوگوں نے اس میں اس طرح ترمیم کر لی

سامنے لٹکائیں گے تصویر یار — جب ذرا گردن اٹھائی دیکھ لی

شارح مسلم شریف امام نووی فرماتے ہیں: تصویر رکھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر کسی دیوار پر لٹکی ہوئی ہو یا کسی پہنے ہوئے کپڑے میں ہو تو یہ حرام ہے اور اگر کسی بستر یا تکیہ وغیرہ پر ہو جن کو عزت اور احترام سے نہیں رکھا جاتا تو یہ حرام نہیں ہے۔ تصویر بنانے کی ممانعت میں اس سے کوئی فرق واضح نہیں ہوتا کہ وہ تصویر مجسم ہو (مثلاً مورت اور بت وغیرہ) یا وہ تصویر کاغذ یا کپڑے پر وغیرہ پر بنی ہوئی ہو (عام ازیں مطبوع ہو یا غیر مطبوع) یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور جمہور صحابہ اور فقہاء اور تابعین اور بعد کے فقہاء مثلاً سفیان ثوری، امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے اور بعض متقدمین نے کہا کہ ممانعت اس تصویر کی ہے جو مجسم ہو (یعنی مورت اور بت وغیرہ) اور جو تصویر غیر مجسم ہوں ان کی ممانعت نہیں ہے اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جس پردہ کی تصویروں پر اعتراض کیا تھا وہ غیر مجسم تصویریں تھیں۔ (شرح مسلم عربی ج ۲ ص ۱۹۹)

تصویر کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ: شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: اگر قبلہ کی جانب ایسی تصویر (یا مجسمے) ہوں جن کے سر کٹے ہوئے ہوں تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ تصویر سر کے ساتھ ہوتی ہے اور سر کٹنے سے وہ تصویر نہیں رہتی کیونکہ روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک کپڑا ہدیہ کیا گیا جس میں ایک پرندے کی تصویر تھی، صبح کو صحابہ نے دیکھا کہ اس کا سر مٹا دیا گیا، اور ایک روایت میں ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اجازت دی، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا میں کیسے آ سکتا ہوں جبکہ گھر میں ایک ایسا پردہ ہے جس پر گھوڑوں اور مردوں کی تصویریں ہیں، آپ یا تو ان تصویروں کے سر کاٹ دیں، یا ان پردوں کے بچھانے والے گدے بنا دیں،،۔ نیز سر کاٹ دینے کے بعد تصویر درخت کی طرح ہو جاتی ہے اور یہ مکروہ نہیں ہے۔ اگر تصویر کا سر کٹا ہوا نہ ہو تو پھر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں تصویر کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ (المبسوط ج ۱ ص ۲۱۱)

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جب تصویر بہت چھوٹی ہو بایں طور کہ (دور سے) دیکھنے والے کو دکھائی نہ دے، تو یہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ بہت چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور اگر تصویر کا سر کٹا ہوا ہو یا مٹایا ہوا ہو تو وہ تصویر نہیں ہے کیونکہ بغیر سر کے تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی اور یہ شمع یا چراغ کی طرف نماز پڑھنے کی مثل ہے، جیسا کہ فقہاء نے کہا ہے اور اگر بچھے ہوئے تکیے پر تصویر ہو یا بچھی ہوئی چادر پر ہو تو یہ مکروہ نہیں ہے،

کیونکہ چادر یا گدّے کو روندا جاتا ہے اس کے برخلاف اگر گدے کو نصب کیا گیا ہو یا چادر لٹکی ہوئی ہو (تو پھر مکروہ ہے) کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۱۲۴)

ثابت ہوا کہ تصویر لٹکانا مکروہ ہے اس میں کسی قسم کی تصویر کا استثناء نہیں ہے وہ تصویر چاہے عام آدمی کی ہو یا استاد اور پیر کی۔ تصویر کی حرمت کا اصل منشاء غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت ہے، اگر لوگ فوٹو گراف کی تعظیم اور عبادت شروع کردیں تو کیا وہ تعظیم اور عبادت نا جائز نہیں ہوگی؟ جب کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے قومی لیڈروں اور پیروں کے فوٹوؤں کی ہر ملک میں بالفعل تعظیم کی جاتی ہے جیسا کہ پاکستان کے تمام دفاتر، اسمبلیوں اور سفارت خانوں میں بڑے سائز کی قائد اعظم کی تصویر تعظیماً اونچی جگہ نصب کی جاتی ہے سعودیہ میں کنگ عبدالعزیز شاہ فہد اور شاہ عبداللہ وغیرہ کی تصاویر ہر جگہ لٹکی ہوئی ہیں کسی وہابی کو آج تک توفیق نہیں ہوئی کہ ان خلاف شرع تصویروں کے خلاف فتویٰ جاری کرے ان کی جنگ صرف قبروں کے خلاف ہے یا رفع الیدین، قراءت خلف الامام، سینے پر ہاتھ باندھنا اونچی آمین کہنا، شلوار اونچی باندھنا، ننگے سر پھرنا اور مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانا اور بس یہی ان کا میدانِ جنگ ہے۔ کہتے ہیں اسلام وہی ہے جو سعودیہ میں ہے۔ مجھے بتائیں کس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تصویریں لٹکانے کا حکم دیا تھا یا ننگے سر نماز پڑھنے یا ننگے سر بازاروں میں پھرنے کا حکم دیا تھا یا شہید کا غائبانہ جنازہ پڑھا یا پڑھنے کا حکم دیا ہو۔

وہابی ایک حدیث پڑھتے ہیں کہ حضرت علی نے حضرت حیان بن حصین کو بھیجا کوئی تصویر نہ دیکھو مگر مٹا دو اور کوئی اونچی قبر نہ دیکھو مگر زمین کے برابر کردو۔ (مسلم شریف) یہاں قبروں سے مراد یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی قبریں ہیں نہ کہ مسلمانوں کی، صحابہ کرام کی قبریں کیسے اونچی بن گئیں جن کو مٹانا پڑا مسلمان کی قبر زمین کے برابر نہیں کی جاسکتی بلکہ وہ ایک بالشت یا ایک ہاتھ اونچی رکھی جائے گی اور یہاں برابر کردینے کا حکم ہے۔ اس کی تائید بخاری کی حدیث میں ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت مشرکین کی قبریں اکھیڑ دی گئیں فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بِقُبورِ المُشرِکینَ فَنُبِشَت: نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے متعلق حکم دیا پس وہ اکھیڑ دی گئیں (کتاب الصلاۃ باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ)

علامہ ابن حجر عسقلانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی توہین ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد ۲) معلوم ہوا کہ وہابی گستاخ ہیں کہ انہوں نے صحابہ و اہل بیت کی قبریں گرائیں افسوس نجدیوں نے اس حدیث کو آڑ بنا کر حرمین طیبین میں صحابہ کرام اور اہل بیت کرام کی قبروں کو تو گرایا لیکن مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی قبروں کو ہاتھ نہیں لگایا حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کو دفن کیا تو ان کی قبر کے سرہانے اتنا بڑا ایک پتھر نصب کیا جسے اٹھانا مشکل تھا اور فرمایا: ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔ (مشکوۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت حدیث 1711 ابوداود کتاب الجنائز باب جمع الموتی فی قبر حدیث 3206)

کسی صحابی کی قبر کو زمین کے برابر کرنے کا حضور ﷺ نے حکم نہیں دیا وہ تو مشرکین کی قبریں تھیں کیا نجدی صحابہ کو مشرک سمجھتے ہیں؟ قابل غور بات یہ ہے کہ اس حدیث میں دو چیزوں کا ذکر تھا کوئی تصویر نہ دیکھو مگر مٹا دو اور کوئی اونچی قبر نہ دیکھو مگر زمین کے برابر کردو۔ انہوں نے قبریں تو گرادیں لیکن تصویریں آج تک نہیں مٹا سکے آج حاجیوں سے پوچھو کہ ائیرپورٹ، ہسپتال دکانوں میں غرضکہ ہر جگہ ان نجدیوں کی تصویریں لٹکی ہوئی ہیں لیکن کسی وہابی میں یہ جراءت نہیں ہے کہ کہہ سکے کہ یہ تصویر لٹکانا حرام ہے اسے اتارو کیوں نہیں کہتے کیونکہ یہ نجدیوں کے ریالوں پر پل رہے ہیں

ریال بند ہونے کا خدشہ ہے یعنی ان کا دین وایمان پیسہ ہے ایسے ہی لوگوں کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دینار اور درہم کا بندہ ہلاک ہوگیا۔ (بخاری شریف کتاب الجہاد باب الحراسۃ حدیث 2887 مشکوۃ کتاب الرقاق حدیث 5161) نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ دینار اور درہم کا بندہ ملعون ہے۔ ترمذی کتاب الزہد باب ماجاء فی اخذ المال حدیث 2375 مشکوۃ کتاب الرقاق حدیث 5180) اسی لئے ان کے چہروں پہ نور نہیں ہے کیونکہ حرام مال کھا کر لعنت پڑی ہوئی ہے دور سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہابی آرہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی دنیاوی مال کے بدلے میں اپنا دین بیچ دے گا۔ (مسلم کتاب الایمان باب الحث علی المبادر بالاعمال حدیث 118 مشکوۃ کتاب الفتن حدیث 5383) یہ جائیدادیں، کوٹھیاں کارخانے اور کاریں ایسے نہیں بن گئیں وہابیوں نے اس کی بہت بڑی قیمت ادا کی ہے ایمان بیچ کر دولت لی ہے ان کا ایمان آدھی حدیث پر ہے یہ آدھے اہل حدیث ہیں میرا وہابیوں کو آج بھی چیلنج ہے اور آپ بھی انہیں چیلنج کیا کریں کہ آپ پوری حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے چُوری کھانے والے مجنوں بنتے ہو خون دینے والے بنو اگر آج بھی وہابی سعودیہ جا کر نجدی حکمرانوں کی تصویر کے خلاف ایک تقریر کردیں تو پاکستان کے تمام وہابیوں کا داخلہ بند ہو جائے اور اس وہابی کا پتہ نہیں چلے گا کہ وہ کہاں گیا، کس زبان سے کہتے ہو کہ بس وہی اسلام ہے جو سعودیہ میں ہے۔ ان کی کیا حیثیت ہے وہاں کے بڑے بڑے نجدی مفتیوں کی زبانیں گنگ ہیں ان کو صرف مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ لگانا آتا ہے یہ حق کی تبلیغ کبھی بھی نہیں کر سکتے۔ جماعۃ الدعوہ کا حافظ سعید بڑا گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریر کرتا ہے اس میں اگر غیرت وحمیت کا ایک ذرہ بھی ہے تو لگائے فتویٰ نجدیوں کی تصویروں پر اس کی زبان سے اگر ایک حرف بھی نکلا تو اس کی ماں مر جائے گی اور نجدی اس کو نانی یاد کرا دیں گے۔ تو پھر انہیں اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی الجہاد الجہاد کا نعرہ بالکل فراڈ ہے پیسہ بنانے کا چکر ہے۔ اور یہ دعویٰ باطل ہے کہ اسلام وہی ہے جو سعودیہ میں ہے دکھاؤ اسلام میں تصویر لگانا کہاں لکھا ہوا ہے۔ میلاد النبی کو شرک وبدعت کہنے والو بتاؤ یہ بدعت جو تم نے نکالی یہ دور صحابہ میں دور تابعین ائمہ اربعہ کے دور میں تھی جواب دو قیامت تک کے لئے مہلت ہے منکرو؟؟؟

نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ عمامہ شریف باندھ کر نماز پڑھی اور حکم بھی دیا آج کسی نجدی کے سر پر عمامہ نہیں ہے نجدی کہتے ہیں کہ اصل اسلام سعودیہ میں ہے تو کیا عمامہ باندھنا اسلام کے خلاف قرار دو گے یا ان وہابیوں کو بدعتی قرار دو گے؟ اسلام نبی کریم ﷺ کی اتباع میں ہے نہ کہ نجدیوں کی اندھی تقلید میں۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: تصویر کی حرمت کا اصل منشاء غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت ہے، اگر لوگ فوٹو گراف کی تعظیم اور عبادت شروع کردیں تو کیا وہ تعظیم اور عبادت ناجائز نہیں ہوگی؟ جب کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے قومی لیڈروں اور پیروں کے فوٹوں کی ہر ملک میں بالفعل تعظیم کی جاتی ہے جیسا کہ پاکستان کے تمام دفاتر، اسمبلیوں اور سفارت خانوں میں بڑے سائز کی قائداعظم کی تصویر تعظیماً اونچی جگہ نصب کی جاتی ہے اور غیر اللہ کی عبادت کا منشاء صورت اور شبیہ ہے خواہ وہ سنگ تراشی سے حاصل ہو، قلم کاری سے یا فوٹو گرافی سے، اس لئے جس طرح پتھر کا مجسمہ بنانا اور قلم برش سے تصویر بنانا حرام ہے اسی طرح کیمرے سے فوٹو بنانا بھی حرام (یعنی مکروہ تحریمی) ہے۔ تاہم تمدنی، عمرانی اور معاشی امور کے لئے فوٹو ناگزیر ہے، مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ، ویزا، ڈومی سائل، امتحانی فارم، ڈرائیونگ لائسنس اور اس نوع کے دوسرے امور میں فوٹو کی لازمی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے دین میں تنگی نہیں رکھی۔ اسلام میں جاندار چیزوں کی تصویر بنانے کی ممانعت ہے اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانے کی اجازت ہے۔ اس لئے انسان کی صرف سینے تک تصویر بنانا جائز ہے کیونکہ کوئی انسان بغیر پیٹ کے زندہ نہیں رہ سکتا اور جن تمدنی اور معاشی

امور میں تصویر کی ضرورت پڑتی ہے ان میں آدھی تصویر کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے اس قسم کی ضروریات میں بغیر پیٹ کے سینہ تک کی آدھی تصویر کھنچوانا جائز ہے، البتہ بلاضرورت شوقیہ فوٹوگرافی مکروہ ہے اور تعظیم وتکریم کے لئے فوٹو کھینچنا ناجائز اور حرام ہے۔

آدھی تصویر کے جائز ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا آجاؤ، انہوں نے کہا میں کیسے آؤں دراں حالانکہ آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے، جس میں تصویریں ہیں پس آپ یا تو ان تصویروں کے سر کاٹ دیں یا اس پردہ کو پیروں تلے روندی جانے والی چادر بنا دیں کیونکہ ہم گروہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہوں۔ (مشکوۃ کتاب اللباس باب التصویر 4501 نسائی کتاب الزینۃ باب اشد الناس عذابا حدیث 5270 ابوداود 4158 ترمذی 2806) (تصویروں کی وجہ سے رحمت کے فرشتے ہمارے گھروں میں داخل نہیں ہوتے اس لئے گھروں میں بے برکتی ہے آج ہی ایسی تصویروں کو اتار دیا جائے یا ان کے سر کاٹ دیئے جائیں)

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: اگر تصویر کو نیچے بچھایا جائے اور ذلت کے ساتھ رکھا جائے تو پھر جائز ہے اور اگر تصویر کو لٹکایا جائے تو پھر ناجائز ہے۔ (فتح الباری ج۱۰ ص۳۹۱) شرح مسلم ج۶ ص۴۷۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں پھر جب اسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہوگئے اندر نہ آئے میں نے آپ ﷺ کے چہرے پر ناپسندیدگی محسوس کی۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ اور آپ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس پردے کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ لگائیں آپ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں تصویر ہو فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری 5181 مسلم 2107 مشکوۃ کتاب اللباس باب التصویر 4492)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس آئے اور میں نے اپنے طاق پر ایک تصویر والا پردہ لٹکایا تھا جب نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوگیا اور آپ ﷺ نے اسے پھاڑ ڈالا اور فرمایا: اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب کے مستحق وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے پیدا کرنے کی مشابہت کریں گے۔ فرماتی ہیں: ہم نے اس کو کاٹ دیا اور اس کے ایک یا دو تکیے بنا دیئے۔ (بخاری 5954 مسلم 2106 شرح مسلم سعیدی ج۶ حدیث 5413) (نسائی کتاب الزینۃ باب اشد الناس عذابا حدیث 5262) معلوم ہوا تصویر والے اشتہار اتار دینے سے رسول اللہ راضی ہوتے ہیں۔

ان تمام احادیث سے واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ گھر میں جاندار کی تصویر لٹکانے سے فرشتے داخل ہوتے ہیں اور نہ نبی کریم ﷺ بلکہ غصے سے آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے اور آپ اس کو اپنے ہاتھ سے پھاڑ دیتے ہیں جو پیر یا استاذ کی تصویر لٹکاتے ہیں برکت کے لئے تو کیا فائدہ ہوا خاک برکت ہوگی جس کام سے رسول اللہ ﷺ ناراض ہو جائیں اس میں برکت ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ جلسے کرانے والے تصاویر کے شوقین بتائیں یہ جلسہ نبی پاک کو راضی کرنے کے لئے کروا رہے ہیں یا لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اگر صرف لوگوں کو خوش کرنا ہے تو کوئی فائدہ نہیں اگر نبی پاک ﷺ کو راضی کرنا ہے تو پھر تصاویر کو ختم کرنا ہوگا ورنہ نبی پاک ﷺ ناراض ہیں کیونکہ آپ نے اپنی سب سے پیاری بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور گھر میں داخل نہ ہوئے جب تک اسے پھاڑ نہ ڈالا تو ہماری کیا حیثیت ہے اگر سرکار ناراض ہوگئے تو

کہاں پناہ ملے گی؟ (تصویر کے احکام دیکھیں فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۹۶)

جشن عید میلاد النبی کیا ہے کیا یہ ۲۳ سالہ دور نبوت میں تھا، ۳۰ سالہ دور خلافت میں تھا، یہ عشق ہے تو کیا صحابہ کرام عاشق نہیں تھے، (ایک وہابی کا میسج)

منکرین محفل میلاد سے سوال: شہدائے اہل حدیث کانفرنس، صد سالہ جشن دیوبند کا حکم کس آیت یا حدیث میں ہے؟ کس صحابی نے اپنے دور میں منعقد کی؟ کس تابعی نے منعقد کی؟ کس صدی میں شروع ہوئی؟ ثبوت محفل میلاد کے لئے صبح قیامت تک کا وقت دینے والو انہیں تب تک جواب دینے کے لئے وقت ہے جب تک گستاخ جہنم میں رہیں گے۔ (محمد سعید احمد ساقی مجددی گوجرانوالہ)

ربیع الاول آیا حضرت ابوبکر کے دور میں ۲ بار حضرت عمر کے دور میں ۱۰ بار، حضرت عثمان کے دور میں ۱۲ بار، حضرت علی کے دور میں ۵ بار، امام ابوحنیفہ کے دور میں ۷۰ بار، امام شافعی کے دور میں ۵۵ بار، امام احمد کے دور میں ۳۸ بار، شیخ عبدالقادر جیلانی کے دور میں ۶۵، داتا علی ہجویری کے دور میں ۶۲، سلطان باہو کے دور میں ۶۷ بار ان تمام بزرگوں نے ربیع الاول میں نہ سیرت النبی کانفرنس کی نہ اس طرح کے اشتہار لگائے تو کیا یہ عاشق رسول نہیں تھے،؟ ان کو حضور ﷺ کی سیرت سے پیار نہ تھا؟؟؟ یہ آج کل کے بدعتی ملاں جو پیٹ کی خاطر دین مبین میں نئی نئی بدعتیں ایجاد کرتے ہیں ان کو یہ بدعتیں نظر کیوں نہیں آتیں یا صرف میلاد منانا ہی بدعت ہے احتجاجی ریلی، کشمیر ریلی نکالنا سنت صحابہ ہے؟؟؟۔ (محمد سعید احمد ساقی مجددی گوجرانوالہ)

وہابیوں کے پاس میلاد النبی یا ذکر نبی روکنے کے لئے ایک بھی واضح دلیل نہیں انگل پچو سے کام چلاتے ہیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اسے حق و باطل کی جنگ قرار دے لیا ہے ان کا سب سے بڑا مسئلہ یہی رہ گیا ہے باقی تمام مسائل حل ہو گئے ہیں میں نے کوئی ایسا بیٹا نہیں دیکھا جو اپنے باپ کی تعریف سے ناراض ہو، کوئی ایسا مرید نہیں دیکھا جو اپنے پیر کی تعریف سے ناراض ہو، کوئی ایسا شاگرد نہیں دیکھا جو اپنے استاد کی تعریف سے ناراض ہو۔ یہ عجیب انسان ہے، اپنے ماں باپ اور اولاد کی تعریف سے خوش ہوتا ہے لیکن جن سے ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ پیار کرنے کا حکم ہے ان کی تعریف سن کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے جن کا کلمہ پڑھتا ہے ان کی تعریف نہیں سن سکتا۔ اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی نجدیوں کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا۔ ہر محب اپنے محبوب کی تعریف کرتا ہے اور تعریف سن کر خوش ہوتا ہے جو محبوب کی تعریف سن کر منہ بنالے اور تعریف کرنے والے کو مشرک بدعتی کہے گالیاں بھی نکالے اور گولیاں بھی مارے وہ نام کا محب ہے حقیقت میں دشمن ہے کیونکہ محبت کی نشانی ہے مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ جو کسی سے پیار کرتا ہے وہ اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ (جامع صغیر زرقانی)

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

لیکن یہ کیسے محب ہیں جو بہانے بہانے ذکر مصطفی ﷺ روکتے ہیں۔

وصال کا غم مناؤ خوشی نہ کرو ان سے پوچھو کیا نبی کریم ﷺ نے ہر سال غم منانے کا حکم دیا ہے یا صحابہ کرام ہر سال غم مناتے تھے، یا تین دن کے بعد سوگ کرنا جائز ہے لاؤ دلیل ہم بھی دیکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین دن کے بعد سوگ منانا حلال نہیں سوائے اس عورت کے جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ چار ماہ دس سوگ کرے۔ (بخاری 5334 مسلم 1486 مشکوۃ 3330)

یعنی تین دن رات کے بعد سوگ منانا حرام اور اب جو سوگ منانا کا کہتے ہیں تو حرام کام کا حکم دے رہے ہیں اور یہ آپ خود سوچیں کہ حرام

کام کا حکم دینا کس کا کام ہے؟

علامہ نافع کا منکرین میلاد سے ایک لاجواب سوال: اول تو بارہ ربیع الاول تاریخ وفات کے لحاظ سے متفقہ بات نہیں اگر ہو بھی تو کیا جشن ولادت کی بجائے اب ہر سال غم منانا حضور یا صحابہ یا تابعین میں سے کسی کے نزدیک بھی فرض، واجب، سنت یا مستحب کیا ہے؟ یا غم منانے کا حکم تمہارا اپنا گڑھا ہوا ہے جواب باحوالہ وقت تا قیامت۔

,,غیر مقلدین سے ایک سوال ہے کیا حضورﷺ یا صحابہ کرام میں سے کسی نے شہید کا غائبانہ جنازہ پڑھا؟ جواب باحوالہ دیں وقت تا قیامت یاد رہے! قیاس سے کام نہیں چلے گا صریح واضح حدیث ہونی چاہئے۔ (علامہ محمد عمران معراج نافع القادری **03228584814** مدرس جامع مسجد حیدری کاموکے)

انس وہابی کے مبیّنہ کا جواب: اگر نبی نور ہیں تو سورہ کہف کی آخری آیت کا مطالعہ کرو، اگر نبی عالم الغیب ہیں تو سورہ انعام کی آیت **۵۰** کا مطالعہ کرو، اگر نبی مختار کل ہیں ہیں تو سورہ بنی اسرائیل کی آیت **۹۳** کا مطالعہ کرو، اگر نبی حاضر وناضر ہیں تو سورہ یوسف کی آیت **۱۰۲** کا مطالعہ کر و، انس وہابی سیالکوٹ

ج شاباش اچھا سبق یاد کرایا ہے کسی نے تم کو۔ بتاؤ تمہارا سارے قرآن پر ایمان ہے یا آدھے پر؟ ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے اور اگر سارے کو مانتے ہو تو اس کے ساتھ یہ آیات بھی مانو ورنہ قرآن پر ایمان نہ رہے گا۔ اگر تم نور نبی کے منکر ہو تو (پ ۲۸ سورہ الصف کی آیت ۸) میں **نور اللہ** پڑھو۔ اور (پ۲۲ سورہ احزاب ۴۶) میں **(سراجا منیرا)** (چمکا دینے والا آفتاب) بھی پڑھو، (پ۶ سورہ مائدہ ۱۵) میں **قد جاء کم مِنَ اللہِ نورٌ** بھی پڑھو۔

اگر علم غیب کے منکر ہو تو (پارہ ۳۰ سورہ تکویر آیت ۲۴) **وما ھُوَ علَی الغَیبِ بِضَنِینٍ** ۔ (یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں) اور (پ۲۹ سورہ جن ۲۶-۲۷) میں (غیب کا جاننے والا اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے) بھی پڑھو۔ اور (پ۴ سورہ آل عمران ۱۷۹) میں (اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے) بھی پڑھو۔ اور (پ۵ سورہ نساء ۱۱۳) میں (اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے) بھی پڑھو۔

اگر حاضر وناظر کے منکر ہو تو اور (پ۲۲ سورہ احزاب ۴۵) میں **اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا** (ہم نے آپ کو حاضر وناظر بنا کر بھیجا) بھی پڑھو۔

اور (پ۲۱ سورہ احزاب ۶) میں **(اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ**) نبی مومنوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ بھی پڑھو۔

اگر اختیار نبی کے منکر ہو تو (پ۳۰ سورہ والضحیٰ) **(وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ** (اور سائل کو نہ جھڑکو) بھی پڑھو۔ اور (پ۹ سورہ الاعراف ۱۵۷) میں (یہ نبی ان کے لئے ستھریں چیزیں حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا) بھی پڑھو۔

بتاؤ ان آیات میں سے کس کا انکار کرتے ہو اگر مانتے ہو تو نور، علم غیب، حاضر وناظر اور اختیارات ثابت ہو گیا

قرآن پاک میں دو قسم کی آیات ہیں مثبت منفی دونوں پر ایمان ضروری ہے اثبات ہے عطائی کا اور منفی ہے ذاتی کی ذاتی علم غیب کی نفی ہے اللہ کی عطا سے علم غیب کا ثبوت ہے اسی طرح اختیارات کا معاملہ ہے۔ منفی کا انکار کرو تب کافر مثبت کا انکار کرو تب کافر وہابی صرف منفی آیات پڑھ کر دھوکہ دیتے

ہیں مثبت آیات چھپاتے ہیں

تو یہ یہودیوں کا طریقہ ہے وہ شان مصطفیٰ ﷺ چھپاتے تھے۔جب کہ اہل سنت دونوں قسم کی آیات کو مانتے ہیں۔

سائنسی لحاظ سے اس کی مثال یہ ہے کہ بلب روشن کرنے کے لئے دو تاروں کی ضرورت ہے Negative and Positive اگر دونوں منفی یا دونوں مثبت ہوں تو کیا بلب روشن ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں تو جب دنیا کا بلب روشن نہیں ہوسکتا تو ایمان کا بلب کیسے روشن ہو گا اثبات والی آیات چھپاتے جاؤ منفی آیات پڑھ کر علم مصطفیٰ، اختیار مصطفیٰ اور نور مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرتے جاؤ قیامت کے دن جب تمہیں نور نہ ملا تو پھر ہم سے مدد نہ مانگنا۔ان آیات کو پڑھو اور اپنے عقائد کی اصلاح کر لو۔﴿جب تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے ان کے داہنے دوڑتا ہو گا ......جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظر کرم کرو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لے لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور تلاش کرو۔(پ ۲۷ سورہ الحدید ۱۱-۱۲)

یہاں یہ لوگ نبی کے نور کے منکر ہیں وہاں نبی کے غلاموں کے نور کو بھی مانیں گے لیکن وہاں ماننا کوئی کام نہ آئے گا کل ماننا ہے تو آج انکار کیوں؟ آج نبی سے مدد مانگنے کے منکر کل وہاں نبی کے غلاموں سے مدد مانگ رہے ہوں گے لیکن کوئی فائدہ نہ ہو گا آج اگر مدد مانگنا شرک ہوتا تو وہاں ایمان کیسے بن جاتا؟ یہ مدد مانگنے والے نور مانگنے والے کافر نہیں منافق ہوں گے جو کافروں سے بھی بدتر سخت عذاب میں ہوں گے کیونکہ کلمہ پڑھ کر نمازیں اور قرآن پڑھ کر دھوکہ دینے والے تھے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے　　　　پھر نہ مانیں گے قیامت میں گر مان گیا

پتہ چلا ایسے سوالات دھوکہ اور فراڈ ہیں ان اعتراضات میں کوئی جان نہیں ان میں کوئی وزن نہیں لا نسلم والی بات ہے اپنے زعم میں انہوں نے بڑا تیر مارا ہے اور ان اعتراضات پر ان کو بڑا فخر ہے اسی لیے ہر سال ایسے میسج اور پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کرتے ہیں اور کمال چالا کی یہ ہے کہ اس پر اپنا نام پتہ نہیں لکھیں گے یا کوئی غلط نمبر لکھ دیں گے اگر ان میں ہمت ہوتی تو چوروں والا طریقہ اختیار نہ کرتے ہمت ہے تو میدان میں آ ورنہ کتا بھی شیر ہے اپنے گھر کے سامنے

ان تمام سوالوں کے جوابات الحقیقہ فروری ۲۰۱۳ء ص ۳۶-۴۰ میں موجود ہیں اور اپریل کے شمارہ میں علامہ غلام مصطفیٰ مجددی صاحب نے بھی ان شر پسندوں کی خوب خبر لی ہے وہاں سے مطالعہ کریں اور ان کا رد کریں۔میلاد النبی ﷺ کے حوالہ سے وہابیوں کا ایک پیپر محمد بلال عطاری متعلم فیضان مدینہ سیالکوٹ بھی لائے تھے جو گستاخیوں سے پر تھا ان کا اصرار تھا کہ اس کا جواب بھی دیا جائے لیکن ٹائم ضائع کرنے والی بات ہے گم نام پیپر کا کیا جواب دوں پیپر کا جواب پیپر سے دینا مناسب ہے۔

ابلیس کا وہابیوں سے سوال: میں بھی توحیدی تھا تو بھی توحیدی ہے۔میں بھی نمازیں پڑھتا تھا تو بھی نمازیں بہت پڑھتا ہے، میں بھی اللہ کے علاوہ کسی کی تعظیم نہیں کرتا تھا تو بھی نہیں کرتا، میں بھی رسول اللہ ﷺ کی عظمت کو نہیں مانتا تو نے بھی نہیں مانا، میں نے رسول کو عام بشر کہا تو نے بھی کہا، مجھے بھی رسول اللہ ﷺ کی پیدائش پر بہت دکھ ہوا میلاد النبی پر خوش تو بھی نہیں پھر انصاف سے بتا میں ہو گیا شیطان پھر تو کیسے ہے

مسلمان؟ علامہ محمد عمران رضا مدنی بھرتھ سیالکوٹ

علامہ عمران عطاری کا وہابیوں سے لاجواب سوال: دنیا بھر کے مٹھی بھر غیر مقلد وہابیوں اور دیوبندی وہابیوں سے ایک سوال کیا حضور ﷺ، صحابہ، تابعین یا تبع تابعین میں سے کسی کا یہ قول ہے کہ جس کھانے پر قرآن مجید کی آیات پڑھیں جائیں وہ کھانا ناجائز اور حرام ہو جاتا ہے اس کا جواب با حوالہ دو وقت تا قیامت۔ علامہ عمران عطاری کا مونگی

اہم شرعی مسئلہ: انسانی جسم کے کسی بھی عضو مثلاً آنکھیں، دل، گردے، ہڈیاں، خون یا مردوں اور عورتوں کے بالوں کو بیچنا یا خریدنا حرام ہے اور اس سے حاصل ہونے والی رقم ناجائز وخبیث ہے۔ دارالافتاء اہل سنت داتا دربار مارکیٹ لاہور

طاہر القادری کی عمر:

س خواب میں سرکار نے طاہر القادری کو کہا تھا تیری عمر ۶۳ سال ہوگی تو ۱۹ فروری کو ان کی عمر ۶۳ سال ہو رہی ہے اگر اس تاریخ کو حضرت صاحب کا انتقال نہ ہوا تو اس سے کیا سمجھا جائے۔ (شہزاد عطاری، ذیشان شاہدرہ لاہور)

ج اس کے متعلق میں کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا چند دن رہ گئے ہیں انتظار کرلو حق سچ کا خود ہی فیصلہ ہو جائے گا البتہ جو گذشتہ سال اخبار میں چھپا بلا تبصرہ حاضر ہے

اثر چوہان صاحب نے لکھا: آج ۱۹ فروری ہے علامہ طاہر القادری ۱۹ فروری **1951** کو پیدا ہوئے آج ان کا یوم پیدائش ہے آج وہ **2013** کو ۶۲ سال کے ہو گئے ہیں لیکن میں ان کی ۶۲ ویں سالگرہ پر انہیں مبارک باد نہیں دے سکتا اس لئے کہ آج علامہ طاہر القادری کی آخری سالگرہ ہے آج سے بیس سال قبل ان کا بیان اخبار میں شائع ہوا تھا کہ ,, مجھے خواب میں نبی پاک ﷺ نے بشارت دی ہے کہ میری عمر بھی آپ ﷺ کی عمر کے برابر ہوگی ،، علامہ طاہر القادری کے اس بیان پر میں نے انہی دنوں اپنے کالم میں لکھا تھا کہ علامہ طاہر القادری صاحب! اگر واقعی آپ کو بشارت ملی ہے تو آپ ہر وقت اپنے ساتھ کلاشنکوف بردار محافظ کیوں رکھتے ہیں؟ بیس سال گذر گئے، علامہ طاہر القادری نے میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ (سیاست نامہ،، از اثر چوہان۔ روزنامہ نوائے وقت،، ۱۹ فروری ۲۰۱۳ء)

حامد میر صاحب لکھتے ہیں:-

ان کے ایک خواب کا ذکر لاہور ہائی کورٹ کے جج جسٹس اختر حسین کی انکوائری رپوٹ میں موجود ہے۔ خواب کے مطابق نبی پاک ﷺ نے طاہر القادری سے فرمایا کہ ان کی عمر ۳۳ سے بڑھا کر ۶۶ کر دی گئی ہے۔ طاہر القادری نے عرض کیا کہ ان کی عمر آپ ﷺ کی عمر سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے، چنانچہ ان کی عمر ۶۳ سال کر دی گئی،،۔ اس خواب کا ذکر کرنے کے بعد جسٹس اختر حسین نے طاہر القادری کو ذہنی بیمار شخص قرار دیا۔ ایک سچے مسلمان کے عقیدے کے مطابق زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ طاہر القادری کی عمر ۶۳ سے کم یا زیادہ نکلی تو ان کے خواب جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔ (تحریر حامد میر ہفت روزہ ,, اخبار جہاں،، کراچی ۱۱ تا ۱۷ فروری ۲۰۱۳ء)

.....☆☆☆...

فیشن کی تباہ کاریاں (گوشہ خواتین)

......﴿ ام ابراہیم آسویہ ﴾......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیشن کی تعریف: فیشن کا لفظ عام طور پر جسم ولباس کی زیبائش وآرائش پر بولا جاتا ہے لیکن اس کا دائرہ کار بہت وسیع ہے اور یہ کسی بھی معاشرے کے سماجی معاشرتی، معاملات کو بھی شامل ہے کسی بھی قوم کے خوش حال لوگ جس چیز کو فروغ دیں اوران کی دیکھا دیکھی غریب طبقہ بھی اس میں خوشی خوشی شریک ہوجائے اوراس کے اپنانے کو وہ اپنی تہذیب وتمدن کا حسن خیال کریں اوراپنی ثقافت میں نکھار کا باعث سمجھیں اسے فیشن کہتے ہیں۔

فیشن جس کو عربی میں زینت کا نام دیا جاتا ہے اسلام اس کے خلاف نہیں رسول اللہ ﷺ نے تمام معاملات میں چاہے وہ مذہبی امور ہوں یا معاشرتی ایک حد اور دائرہ مقرر کیا ہے اس مقرر کردہ حد بندی کے اندر رہ کر رسوم ورواج کی پابندی ہو جس میں قرآن وسنت کی مخالفت نہ ہو تو وہ زینت وفیشن مطلقاً جائز ہے چاہے اس کا تعلق جسمانی حسن سے ہو، ہیئت کذائی سے ہو وہ لباس کی تراش خراش سے ہو یا تقریبات سے تعلق رکھتا ہو۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے (مسلم مشکوۃ 5108)

وہ فیشن تباہی ہے، جس میں اللہ اوراس کے رسول کی نافرمانی ہو اور قرآن وحدیث کی مخالفت ہو ایسا فیشن دنیا میں باعث ہلاکت ہے دین وایمان کی تباہی ہے اور آخرت میں سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔

پچاس ساٹھ سانپ: ۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں کسی دکھیاری ماں نے کچھ اس طرح بیان دیا تھا ''کہ میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، اسے دفن کرنے کے لئے جب قبر کھودی گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس میں پچاس ساٹھ سانپ جمع ہوگئے! دوسری قبر کھودی گئی تو اس میں بھی وہی سانپ آکر کنڈلی مار کر ایک دوسرے پر بیٹھ گئے۔ پھر تیسری قبر تیار کی تو اس میں دونوں قبروں سے زیادہ سانپ تھے سب لوگوں پر دہشت سوار تھی، وقت بھی کافی گذر چکا تھا، ناچار باہم مشورہ کر کے میری پیاری بیٹی کو سانپوں بھری قبر میں دفن کر کے دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے آئے۔ میری مرحومہ بیٹی کے ابا جان کی قبرستان سے واپس آنے کے بعد حالت بہت خراب ہوگئی وہ خوف کے مارے بار بار اپنی گردن جھٹکتے تھے۔ میری بیٹی یوں تو نماز روزہ کی پابند تھی مگر وہ فیشن کیا کرتی تھی۔ میں اسے پیار ومحبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر وہ اپنی آخرت کی بھلائی کی باتوں پر کان دھرنے کی بجائے الٹا مجھ پر بگڑ جاتی تھی اور مجھے ذلیل کردیتی تھی۔ افسوس میری کوئی بات میری نادان بیٹی کی سمجھ میں نہ آئی۔

خوفناک جانور: غالباً شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ کا آخری جمعہ تجارات کورنگی (باب المدینہ کراچی) میں منعقد ہونے والے ایک سنتوں بھرے اجتماع میں ایک نوجوان نے مولانا الیاس قادری صاحب سے ملاقات کی اس پر خوف طاری تھی۔ اس نے کچھ اس طرح حلفیہ بیان دیا کہ میرے ایک عزیز کی جوان بیٹی اچانک فوت ہوگئی۔ جب ہم تدفین سے فارغ ہوکر پلٹے تو مرحومہ کے والد کو یاد آیا کہ اس کا ہینڈ بیگ جس میں ضروری کاغذات تھے وہ غلطی سے میت کے ساتھ قبر میں دفن ہوگیا ہے۔ چنانچہ بامر مجبوری دوبارہ قبر کھودنی پڑی، جوں ہی قبر سے سل ہٹائی خوف کے مارے ہماری چیخیں نکل گئیں کیونکہ جس جوان لڑکی کو ابھی ہم نے صاف ستھرے کفن میں لپیٹ کر سلایا تھا وہ کفن پھاڑ کر اٹھ بیٹھی تھی اور وہ بھی کمان کی طرح ٹیڑھی! آہ! اس کے سر کے بالوں سے اس کی ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں اور کئی چھوٹے چھوٹے نامعلوم خوفناک جانور اس سے چمٹے ہوئے تھے۔ یہ دہشت ناک منظر

دیکھ کر خوف کے مارے ہماری گھگی بندھ گئی۔اور ہینڈ بیگ نکالے بغیر جوں توں مٹی پھینک کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے۔گھر آ کر میں نے عزیزوں سے اس لڑکی کا جرم پوچھا تو بتایا گیا کہ اس میں فی زمانہ معیوب سمجھا جانے والا کوئی جرم تو نہیں تھا،البتہ یہ بھی آج کل کی عام لڑکیوں کی طرح فیشن ایبل تھی اور پردہ نہیں کرتی تھی۔ابھی انتقال سے چندروز پہلے رشتہ داروں میں شادی تھی تو اس نے فیشن کے بال کٹوا کر بن سنور کر عام عورتوں کی طرح شادی کی تقریب میں بے پردہ شرکت کی تھی۔

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے ﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴾اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔(سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)آیت بالا بازاروں اور اپنگ سنٹروں میں بے پردگی کے ساتھ گھومنے والیوں، مخلوط تفریح گاہوں کی زینت بننے والیوں اور مخلوط تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنی والیوں سکول کالج اور یونیورسٹیوں میں نامحرم استادوں سے بالمشافہ پڑھنے والیوں،دفتروں،کارخانوں،شفاخانوں اور مختلف اداروں میں مردوں کے ساتھ مل جل کر کام کرنے والیوں کو دعوت فکر دے رہی ہے۔اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دو کہ وہ(گھر سے نکلتے وقت)اپنی چادروں کا کچھ حصہ(آنچل،پلو یا گھونگھٹ)اپنے چہروں پر لٹکائے رہیں۔(سورۃ الاحزاب آیت ۵۹)اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی ازواج اور صاحبزادیوں کے علاوہ تمام مسلمان خواتین کو بھی چہرہ چھپانے اور حجاب کا حکم دیا ہے۔اور اسی طرح حدیث میں ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت(سرتاپا)واجب الستر ہے۔جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان ابرو پر ہاتھ رکھ کر اس کو دیکھتا ہے۔ترمذی ۳/۱۱۷ مشکوۃ ۳۱۰۹)

عہد رسالت میں نقاب اور حجاب کا معمول: ۵ ہجری میں حجاب کے احکام نازل ہو گئے تھے اور ازواج مطہرات اور عام خواتین جب کسی ضرورت سے باہر نکلتی تھیں تو چادروں میں لپٹی ہوئی ہوتی تھیں اور اپنی چادروں سے چہروں کو چھپاتی تھیں یا نقاب استعمال کرتی تھیں۔عہد رسالت میں عورتوں کے حجاب میں مستور رہنے کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو حکم دیا کہ حالتِ احرام میں چہرہ پر نقاب نہ پہنیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالا کرتی تھیں تبھی تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو نقاب پہننے سے منع کیا اگر عورتوں میں کھلے چہرے کے ساتھ پھرنے کا معمول اور رواج ہوتا تو آپ ﷺ کو انہیں نقاب ڈالنے سے منع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ہر چند کہ مسلمان خواتین عہد رسالت میں حالت احرام میں نقاب نہیں پہنتی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو حجاب میں رکھتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہمارے پاس سے سوار گذرتے تھے حالانکہ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے جارہی ہوتی تھیں جب لوگ ہمارے سامنے ہوتے تو ہم اپنی چادروں کو اپنے سروں سے اپنے چہروں پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گذر جاتے تو ہم اپنے چہروں کو کھول دیتیں۔(ابوداود ۱۸۳۳ مشکوۃ ۲۶۹۰)غور کیجئے حالت احرام میں عورتوں کو نقاب پہننا منع ہے پھر بھی مسلمان عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کیا کرتی تھیں تو عام حالات میں ستر وحجاب میں ان کی پابندیوں کا عالم کیا ہوگا؟اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے۔

بیٹا دنیا سے گیا مگر حیا تو باقی ہے: حضرت ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ام خلاد نام کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی درآں حالیکہ اس نے نقاب پہنی ہوئی تھی۔اس کا بیٹا شہید ہو گیا تھا وہ اس کے متعلق پوچھنے آئی تھی نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے کہا تم اپنے بیٹے کے متعلق پوچھ رہی ہو اور اس حال میں بھی تم نے نقاب پہنی ہوئی ہے۔اس نے کہا میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے اپنی حیا نہیں کھوئی۔(ابوداود)

یہاں پر یہ شبہ نہ ہو کہ جب حجاب لازم ہے تو صحابہ نے یہ سوال کیوں کیا کہ تم اس حال میں بھی نقاب پہنے ہوئی ہو کیونکہ عورت کا سترِ غلیظ چہرہ اور ہاتھوں

کے علاوہ باقی جسم ہے اس کا چھپانا فرض قطعی ہے اور چہرہ اور ہاتھ ستر غلیظ نہیں ہے اور نہ ان کو چھپانا فرض قطعی ہے لیکن ان کو حجاب میں رکھنا لازم ہے تاہم بعض حالات میں چہرہ کھولنے کی اجازت بھی ہے مثلاً گواہی دینے کے لئے نماز اور حج میں بھی چہرہ اور ہاتھ ظاہر کرنے کا حکم ہے اور کیونکہ چہرہ چھپانے کا باقی جسم کی طرح سخت حکم نہیں ہے اور بعض حالات میں اس حکم میں تخفیف بھی کی جاتی ہے اس وجہ سے صحابہ حیران ہوئے کہ اس گھبراہٹ اور پریشانی کے موقع پر بھی جب لوگوں کے ہاتھوں صبر کا دامن چھوٹ جاتا ہے اور گھبراہٹ اور بے صبری کے عالم میں ان سے کچھ غیر شرعی حرکات سرزد ہو جاتی ہے، ایسے میں بھی وہ کمال صبر وضبط کے ساتھ نقاب اور حجاب کے ساتھ آئی ہے۔ عہد رسالت میں عورتوں کے حجاب اور نقاب پہننے کے معمول اور رواج پر یہ واقعہ بھی دلیل ہے کہ علامہ زرقانی نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی ایک عورت چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے بنوقینقاع کے بازار میں گئی یہودیوں نے اس کا چہرہ کھولنا چاہا اس عورت نے انکار کیا انہوں نے اس کی چادر کو پیچھے سے کسی چیز کے ساتھ اس طرح اٹکا دیا کہ جب وہ اٹھی تو اس کا چہرہ کھل گیا اس کے نتیجے میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جنگ ہوئی اور غزوہ بنوقینقاع واقعہ ہوا۔ (شرح المواهب اللدنیہ)

قابل غور بات یہ ہے یہودیوں نے صرف ایک عورت کے چہرہ کو ننگا کرنا چاہا تو جنگ کی نوبت آگئی لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ آج یہودیوں اور عیسائیوں نے ہماری عورتوں کو ٹی وی اور ڈش کے ذریعہ ننگا کر دیا ہے لیکن ہم اس پر بہت خوش ہیں اس بات کو باعث عار نہیں بلکہ باعث فخر سمجھا جاتا ہے صراحۃ قرآن کے حکم کی خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ سرعام بازار میں عورتیں اپنے خاوندوں اور اپنے بھائیوں اور باپوں کے ساتھ چل پھر رہی ہوتی ہیں کوئی منع کرنے والا نہیں غیرت کا جنازہ نکل گیا۔ اسی لئے اکبر الہ آبادی نے کہا تھا

بے پردہ جو نظر آئیں کل چند بیبیاں اکبر غیرت قومی سے زمیں میں گڑ گیا
پوچھا جو آپ کا پردہ کیا ہوا کہنے لگیں عقل پہ مردوں کے پڑ گیا
نماز عصر کی فرصت نہیں کہ ہیں وہ مصروف ٹی پارٹی میں
پڑھیں وہ قل ھو اللہ احد کیوں ان کے دل تو ہیں ون ٹو تھری میں

سوال: بعض لوگ غیر محرم عورتوں کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں میں اس کو پیار دے رہا ہوں بلکہ بعض لڑکیاں بھی غیر محرم مردوں کے آگے سر کر دیتی ہیں کہ مجھے پیار دو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: کسی آدمی کو غیر محرم عورت کو پیار دینا تو دور کی بات ہے اس کی طرف دیکھنا بھی جائز نہیں ہے اور اسی طرح کسی عورت کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ کسی غیر محرم مرد سے کہے کہ مجھے پیار دو چاہے وہ اس کا استاد اور پیر ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں مرد اپنی بیٹی بہن بھانجی بھتیجی وغیرہ یعنی محرم عورتوں کو پیار دے سکتا ہے۔ اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی چچازاد یا ماموں زاد بہنوں کو پیار دیتا پھرے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جب عورتوں سے بیعت لی تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ سے مصافحہ نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا اور میرا ایک عورت کے لئے کوئی بات کہنا سو عورتوں سے کہنے کی مثل ہے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ص ۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں سے کلام کے ساتھ بیعت کرتے تھے اور آپ نے اپنی زوجہ اور باندی کے سوا کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ (مصنف عبدالرزاق ج۶ ص۷)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی کیل کا ٹھونک دیا جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔ (المعجم الکبیر ج ص ۲۸۷، ترغیب ۲۸۵۴)

سوال کیا مریدنی اپنے پیر صاحب کا ہاتھ چوم سکتی ہے؟

جواب عورت کا اپنے پیرو مرشد سے بھی اسی طرح پردہ ہے جس طرح دیگر نامحرموں سے۔ عورت اپنے پیر کا ہاتھ نہیں چوم سکتی، اپنے سر پر ہاتھ نہ پھروائے۔ حضرت صدر الشریعہ فرماتے ہیں، بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اوران میں اکثر یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔(بہار شریعت حصہ ۱۶ص ۷۶)

سوال کیا عورتوں کے لئے مردوں سے چوڑیاں پہننا جائز ہے۔؟

جواب نامحرم کے ہاتھ سے عورت کا چوڑیاں پہننا گناہ وحرام اور دونوں کے لئے جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

سوال محارم کے جسم کی طرف دیکھنے کے احکام کیا ہیں؟

جواب مرد اپنی محارم (یعنی وہ خواتین جن سے رشتے کے لحاظ سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو مثلاً والدہ، بہن، خالہ پھوپھی وغیرہ) کے سر چہرہ، کان کندھا بازو، کلائی، پنڈلی اور قدم کی طرف نظر کرسکتا ہے جبکہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ مرد کے لئے محارم کے پیٹ، کروٹ، پیٹھ، ران اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا جائز نہیں۔(الہدایہ جز ۴ ص ۳۷۰)

سوال کن رشتہ داروں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

جواب تایازاد، چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، سالی اور بہنوئی، بھابھی اور دیور وجیٹھ، چچی، تائی، ممانی، خالو، پھوپھا، لے پالک بچہ جس کو ایام رضاعت میں دودھ نہ پلایا ہو اور اب وہ مرد و عورت کے معاملات سمجھنے لگا ہو، منہ بولے بھائی، بہن، منہ بولے ماں بیٹے، منہ بولی باپ بیٹی، پیر اور مریدنی الغرض جس کی آپس میں شادی جائز ہے ان کا آپس میں پردہ ہے۔ حرمت مصاہرت کے سبب مرد کو اپنی ساس اور عورت کو اپنے سسر سے پردے کے معاملے میں رعایت حاصل ہوجاتی ہے۔ عورت کا چہرہ اگر چہ عورت نہیں (یعنی اسے چھپانا فرض نہیں) مگر فتنے کے خوف کے سبب غیر محرم کے سامنے کھولنا منع ہے اسی طرح اس کی طرف نظر کرنا غیر محرم کے لئے جائز نہیں ہے اور چھونا تو اور بھی زیادہ منع ہے۔(بہار شریعت حصہ ۳ ص ۴۵)

عورت پوری آستین کا لباس پہنے عورت برقع یا پردے وغیرہ سے بھی ہاتھ بڑھا کر غیر مرد کو کوئی چیز اس طرح نہ دے کہ اس کی کلائی ننگی ہو (ہتھیلی اور کہنی کے درمیان والا حصہ کلائی کہلاتا ہے) آج کل عموماً عورتوں کی کلائی کھلی ہوتی ہے۔ غیر مرد کے آگے عورت کا ننگی کلائی ظاہر کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ اگر مرد نے قصداً کلائی کی طرف نظر کی تو وہ بھی گنہگار اور دوزخ کا حقدار ہے۔ لہٰذا ایسے موقع پر کلائی کسی ایسے موٹے کپڑے سے چھپانا ضروری ہے، جس سے جلد کا رنگ نہ جھلکے اسلامی بہنیں پوری آستین کا لباس پہنیں اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیں۔

باریک دوپٹے کا حکم: حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں حالانکہ ان پر باریک دوپٹہ تھا تو آپ نے اسے پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ (مالک مشکوۃ ۴۳۷۵) حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی ہیں یہ ہے عملی تبلیغ اور بچیوں کی صحیح تربیت و تعلیم اس دوپٹہ سے سر کے بال چمک رہے تھے، ستر حاصل نہ تھا اس لئے یہ عمل فرمایا اس دوپٹہ کو پھاڑ کر دو رومال بنادیئے تاکہ اوڑھنے کے قابل نہ رہے۔

اس مضمون کی تیاری میں علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم جلد پانچ اور مولانا الیاس قادری صاحب کی کتاب "زخمی سانپ"، اور مشکاۃ المصابیح "سے مدد لی گئی ہے۔ ﴿عورتیں اپنے مسائل کے لئے ام ابراہیم سے رابطہ کرسکتی ہیں 03338746634﴾

چتا پر رکھی نعش نہ جلی

......﴿ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی﴾......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چکوال میں بطور ڈپٹی کمشنر تعیناتی کے دوران میں اس ہمیشہ اس خطہ تاریخ ساز سے متاثر ہوا۔ بادلوں کی اس سرزمین، شاہینوں کے نشیمن اور فقیران کجکلاہوں کے حصار اور گل رنگ بیاباں جسے چکوال کہا جاتا ہے، نے کفر کی ظلمتیں بھی دیکھیں اور ایمان واسلام کی پھوٹتی کرنیں بھی۔ مہابھارت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جین مت، ہندومت اور بدھ مت وغیرہ کے پیروکار یہاں مختلف ادوار میں حکمران رہے۔ ان کے رسوم ورواج کے نشانات آج بھی چکوال کی دھرتی پر بکھرے پڑے ہیں۔ ضلع چکوال میں ہندومت کے ماننے والوں کا مقدس مقام کٹاس راج آج بھی موجود ہے جہاں تقسیم پاک وہند سے پہلے برصغیر کے طول وعرض سے ہندو پجاری پوجا کے لئے آتے۔ کٹاس میں جین مت کے دور کی عبادت گاہ ست گھر اب بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ تقسیم کے بعد ہندو اور سکھ چکوال سے ہندوستان منتقل ہو گئے لیکن ایک آدھ گھرانہ باقی رہ گیا۔ تحصیل چکوال میں واقع کوٹ چوہدریاں میں ایک ہندو گھرانہ اب بھی بس رہا ہے۔ اس گھرانے کے تین افراد سے ملاقات کا موقع ملا۔ سوچا اپنے تاثرات قلم بند کردوں۔

چکوال میں میری تعیناتی کے دوران ایک دفعہ دو ہندو بھائی مجھے ملنے آئے۔ بڑے بھائی کا نام چونی لعل تھا اور چھوٹے بھائی کا نام درشن لال تھا۔ یہ دونوں بھائی چکوال سے قریباً ۳۵ یا ۳۰ میل دور ایک مشہور موضع کوٹ چوہدریاں کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا نام مکھن شاتھا۔ میں حیران ہوا کہ چکوال میں بھی ہندو بستے ہیں۔ درشن لال بتانے لگا کہ ہم تقسیم ہند کے بعد ہندوستان نہیں گئے ہمارے بزرگ والد صاحب سنار کا کام کرتے ہیں۔ جو ہمارا جدی پشتی پیشہ ہے۔ چونی لعل سکول ٹیچر تھا اور درشن لعل بھی تعلیم سے فارغ ہو کر ملازمت کی تلاش میں تھا۔ دونوں بھائی میرے پاس دفتر میں تھوڑی دیر بیٹھے رہے۔ ان کا کام تھا جو میں نے فوری کر دیا۔ دونوں بھائیوں کے چہرے میں بڑے غور سے پڑھتا رہا۔ چونی لعل کے چہرے پر کفر کی سیاہی چھائی ہوئی تھی۔ اس کے برعکس چھوٹے بھائی درشن لعل کا چہرہ روشن سا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ تضاد کیوں ہے۔ میں نے ان کا کام کر دیا اور کہا کہ آپ لوگ مجھے ملتے رہیں۔ بلکہ اپنے والد صاحب کو بھی کہیں کہ کبھی تشریف لائیں۔

ایک دن دونوں بھائی پھر مجھے ملنے دفتر آئے۔ ان کے ہمراہ سید غلام شاہ صاحب تھے جو ان دنوں چکوال میں ڈسٹرکٹ رجسٹریشن آفیسر تھے۔ شاہ صاحب سے شناسائی اور تعارف تھا۔ کیونکہ شناختی کارڈوں کے سلسلے میں میٹنگ ہوتی تو میرے پاس آتے۔ شاہ صاحب درویش منش آدمی تھے۔ لمبی زلفیں رکھتے تھے۔ آنکھوں میں عجب قسم کی مستی اور نور تھا۔ اکثر عمرہ پر سعودی عرب جاتے۔ شاہ صاحب کہنے لگے میں ان دونوں بھائیوں کا تعارف کرانے آیا ہوں۔ میں نے عرض کیا ان دونوں بھائیوں کو جانتا ہوں۔ شاہ صاحب نے آنکھوں آنکھوں کے

اشارے سے سمجھایا کہ ان دونوں بھائیوں کو اہمیت دی جائے ۔ میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے لئے ہمہ تن حاضر ہوں۔ اب شاہ صاحب نے بھی آپ کا تعارف کرادیا ہے۔ آپ بلا جھجک مجھے ملا کریں۔ وہ دونوں بھائی چلے گئے۔ میں نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ پہلی مرتبہ اور اب بھی میں ان دونوں بھائیوں سے ملا ہوں۔ بڑے بھائی کے چہرے پر میں نے کفر کی سیاہی دیکھی ہے لیکن چھوٹے بھائی درشن لعل کے چہرے کو میں نے زیادہ روشن پایا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ شاہ صاحب کہنے لگے میں دونوں بھائیوں پر سخت محنت کررہا ہوں۔ انہیں اسلام کی طرف راغب کررہا ہوں۔ بڑا بھائی تو کٹر ہندو ہے، میری بات تک نہیں سنتا البتہ درشن لعل میری طرف راغب ہو رہا ہے۔ گو اس نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا لیکن اسلام پر لٹریچر پڑھ رہا ہے۔ بلکہ اب تو اس نے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھنا شروع کردیا ہے۔ میں چونک اٹھا اور کہا کہ شاہ صاحب! اب تو یہ ہندو کنارے لگ گیا ہے.......... آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ضرور اسے اپنی طرف بلائیں گے۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس کا چہرہ کیوں روشن ہے۔ میں اس کے چہرے پر نور دیکھ رہا ہوں۔ میں نے شاہ صاحب کو کہا کہ یہ نورانی چہرہ درود شریف کی برکت سے ہے۔ شاہ صاحب نے کہا اب میں جاتا ہوں آپ ان بھائیوں کی مالی مدد بھی کیا کریں اور روشن لعل کو سروس بھی دلوائیں تا کہ میری محنت ثمر لائے اور یہ دائرہ اسلام میں داخل ہو۔ شاہ صاحب بڑی سنجیدگی سے اپنے مشن میں سرگرداں تھے۔ ایک دن کوٹھی پر مجھے اطلاع ملی کہ کوٹ چوہدریاں سے مکھن لال شاہ مجھے ملنے آیا ہے۔ میں نے فوراً اسے بلوایا اور باہر لان میں لگی کرسیوں پر اسے اور اس کے ہمراہ آئے ہوئے اس کے بیٹے درشن لال کو بٹھایا۔ میں نے مکھن لال کو خوش آمدید کہا اور اس کی خیریت دریافت کی کہنے لگا صاحب! میں سخت پریشان ہوں کوٹ چوہدریاں کے ایک غنڈے نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ اپنی بیٹی کو میرے پاس بھیج دو ورنہ میں پولیس کے ذریعے تمہاری بیٹی کو اور تمہیں تھانے بلا کر گرفتار کرادوں گا۔ مکھن شاہ کہنے لگا، صاحب ہم ہندو گھرانہ کے چند افراد ہی ہیں جو کمزور بھی ہیں اور بے یار و مددگار بھی۔ ہم کدھر جائیں۔ ہماری عزت خطرے میں ہے۔ درشن لال بھی سہما ہوا اپنے والد کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ میں نے کہا عزیز کیوں پریشان ہو۔ کہنے لگا ہم بہت پریشان ہیں اور غنڈا بہت بااثر ہے، ہماری عزت بہت خطرے میں ہے۔ میں نے باپ بیٹے کو تسلی دی۔ میں نے فوراً وائرلیس کے ذریعے متعلقہ تھانے کو پیغام بھجوایا کہ درشن لعل کی مکمل دادرسی کی جائے اور متعلقہ غنڈے کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے۔ میں نے روشن لال کو کہا کہ تمہاری بیٹی میری بیٹی ہے۔ اگر اس غنڈے کی طرف سے تمہیں دوبارہ دھمکی ملے تو فوراً اطلاع دینا۔ اول تو میرے پیغام کے بعد اس غنڈے کا صحیح علاج ہو جائے گا۔ درشن لعل حوصلے میں آگیا خوشی خوشی اجازت لے کر واپس اپنے گاؤں لوٹ گئے۔

چند ہفتوں کے بعد سید غلام شاہ درشن لعل کو لے کر میرے کوٹھی پر آیا۔ دونوں بہت خوش تھے۔ شاہ صاحب کہنے لگے درشن لعل نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اب اس کا موجودہ نام درشن لعل کی بجائے محمد فہیم اختر ہے۔ میں بھی بہت خوش ہوا اور مٹھائی بانٹی، میرے پاس ایک ریشمی سبز چادر تھی جو مجھے کسی عرس پر محکمہ اوقاف والوں نے دی تھی، میں نے وہ سبز چادر منگوائی اور محمد فہیم اختر کے کندھوں پر ڈالی اور مبارک باد دی۔ محمد فہیم شرمانے لگا۔ شاہ محمد فوراً بولے فہیم آپ کیوں شرماتے ہیں۔ ڈی سی صاحب کی طرف سے سبز چادر پیش کرنا آپ کے لئے باعث

اعزاز ہے۔ گھبراتے اور شرماتے کیوں ہو۔ اس سبز چادر کو اپنے کندھوں پر سجاؤ اور مبارک قبول کرو۔ میں بہت خوش تھا کہ شاہ صاحب نے درشن کو کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشن شاہراہ پر گامزن کر دیا ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے۔ اب فہیم کی شادی ہونے والی ہے، اب ہم سب لوگ حج کے لئے ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ فہیم، اس کی اہلیہ اور شاہ صاحب کی حج کی درخواستیں منظور ہوئیں اور فہیم جلد ہی اس روضہ اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر حاضری دینے پہنچ گیا۔ جس کی ذات بابرکت پر وہ چوہدریاں سے درود پاک بھیجا کرتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کس قدر بے پایاں شفقت فرمائی اور اپنے ایک شیدائی کو کفر کے اندھیروں سے باہر نکالا۔

ایک دفعہ محمد فہیم اختر مجھے دفتر ملنے آیا۔ میں نے اس سے کہا تم کس قدر خوش نصیب ہو کہ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہو۔ میں نے اسے کہا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود شریف بھیجا کرو۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ تم جہنم کی دائمی آگ سے انشاءاللہ بچ گئے ہو۔ میں نے اسے تقسیم ہند سے قبل کا ایک واقعہ سنایا جو پروفیسر نعیم الرسول نے مجھے سنایا تھا۔ پروفیسر مذکور چکوال میں تعینات تھے اور ان کا تعلق للہ شریف سے تھا۔ وہاں کے سجادہ نشین ان کے بھائی تھے۔ واقعہ یوں ہے کہ ۱۹۴۷ء سے قبل للہ شریف (ضلع جہلم) میں ایک سنار رہتا تھا جو ہندو تھا۔ جب بھی اذان ہوتی تو وہ اپنے بیٹوں کو کہتا کہ مسجد سے آنے والی اذان کا احترام کرو اور کام بند کر دو۔ لیکن اس کے بیٹے کام نہ روکتے اور برابر ٹک ٹک کرتے رہتے اور زیور بناتے رہتے۔ وہ ہندو ہر دفعہ اپنے بیٹوں کو ڈانٹتا رہتا کہ تم اچھا نہیں کر رہے ہو۔ وہ خود اذان غور سے سنتا اور احتراماً ہمیشہ کام بند کر دیتا۔ جب اس ہندو کی موت واقعہ ہوئی تو اس کی برادری نے چتا جلائی اور اس کی لاش کو سوکھی لکڑیوں پر رکھا اور کافی مقدار میں مٹی کا تیل ڈالا۔ دیا سلائی سے کئی مرتبہ آگ لگانے کی کوشش کی لیکن آگ نہیں لگتی تھی۔ مسلمانوں کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس بزرگ ہندو کو دفن کرتے ہیں۔ یہ اذان اور کلمہ طیبہ کو غور سے سنتا تھا اور احترام کرتا تھا ہم اسے جلنے نہیں دیں گے۔ اس بزرگ سنار ہندو کی لاش نے بھلا کیا جلنا تھا آگ جلتی ہی نہ تھی۔ سب ہندو بے بس ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اس ہندو کی ادا اس قدر پسند آئی کہ آگ بھی اس پر حرام کر دی۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ ہندو کہتے تھے کہ ہم جلائیں گے، مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا کہ ہم اسے دفن کریں گے۔ حالات سنگین ہو گئے اور تصادم کا خطرہ بڑھ گیا۔ انگریز ڈپٹی کمشنر نے حکم دیا کہ متعلقہ انتظامیہ اس مسئلے کو سلجھائے۔ چنانچہ پنڈ دادن خان کی انتظامیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہندو کی لاش کو نہ جلایا جائے اور نہ دفن کیا جائے بلکہ دریائے جہلم میں بہا دیا جائے۔ اس طرح تصادم کا خطرہ ٹل گیا۔

جب میں محمد فہیم اختر کو یہ ایمان افروز واقعہ سنا چکا تو وہ کہنے لگا آپ درست فرما رہے ہیں۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اس دنیا میں ہی دکھا دیتے ہیں، فہیم نے بھی ایک واقعہ سنایا:

''میرے دادا جان جو سنار تھے ان کی دکان کوٹ چوہدریاں میں مسجد کے قریب تھی۔ دادا جان نمازیوں کا بہت احترام کرتے۔ چنانچہ انہوں نے مسجد کو جانے والی گلی کو جو کچی تھی، اینٹوں سے پختہ کروا دیا۔ جب دادا جان کی وفات ہوئی تو چتا جلائی گئی تا کہ انہیں اس دنیا سے الوداع کیا جائے۔ کافی مٹی کا تیل ڈالا گیا۔ تمام کاوشوں کے باوجود آگ نہ لگی۔'' (بشکریہ نوائے وقت)

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** February 2014
Reg.No. C.P.L.169

